رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۵۸۳۵

خطبہ نمبر

روزنامہ الفضل قادیان

ایڈیٹر :- غلام نبی

The DAILY ALFAZL QADIAN.

قیمت ایک آنہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

جلد ۲۴ | مورخہ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۲ اگست ۱۹۳۶ء | نمبر ۲۹

مدینۃ المسیح

قادیان ۳۱ جولائی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے دھرم سالہ سے تشریف نہ لانے پر حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب مقامی امیر نے آج خطبۂ جمعہ پڑھا جس میں دعاؤں اور انابت الی اللہ سے کام لینے کی جماعت کو تلقین فرمائی ؎

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خدا تعالےٰ کے فضل سے خیر و عافیت ہے ؎

آج بعد نماز جمعہ مرزا عمر بیگ صاحب کے زیر اہتمام مسجد ریتی چھلہ کے عقب میں تجارتی منڈی کا اجرا ہوا جس میں متعدد احمدی دکانداروں نے اپنی مختلف قسم کی دوکانیں لگائیں ؎

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذّت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے

"دُنیا کی لذّتوں پر فریفتہ مت ہو۔ کہ وُہ خدا سے جُدا کرتی ہیں۔ اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ درد جس سے خدا راضی ہو۔ اس لذّت سے بہتر ہے جس سے خُدا ناراض ہو جائے۔ اور وُہ شکست جس سے خُدا راضی ہو۔ اُس فتح سے بہتر ہے۔ جو موجب غضب الٰہی ہو۔ اس محبت کو چھوڑ دو۔ جو خُدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اس کی طرف آجاؤ۔ تو ہر ایک راہ میں وُہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور کوئی دُشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا ؎

خُدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے۔ جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر۔ اپنی لذّات چھوڑ کر۔ اپنی عزت چھوڑ کر۔ اپنا مال چھوڑ کر۔ اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وُہ تلخی نہ اُٹھاؤ۔ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اٹھا لوگے۔ تو ایک پیارے بچے کی طرح خُدا کی گود میں آجاؤ گے۔ اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے۔ جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں" (الوصیت)

اخبار احمدیہ

امتحان میں کامیابی

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ اور بزرگان سلسلہ کی دعاؤں کی برکت سے خاکسار نے امسال منشی فاضل کا امتحان پاس کیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک خاکسار عبدالرحمٰن ظفر چک ۲۸۱ ج ب ضلع لائلپور

جماعت احمدیہ لاہور کا ماہوار جلسہ

حسب الارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جماعت احمدیہ لاہور کا ماہوار جلسہ مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ میں ۱۹ر جولائی ۳۶ء کو ساڑھے چھ بجے صبح منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظموں کے بعد میاں عبدالرحمٰن صاحب ناصر بی۔ اے۔ میاں محمد عمر صاحب بی۔ ایس۔ سی متعلم لاء کالج۔ مرزا عبد نذیر احمد صاحب متعلم اسلامیہ کالج چوہدری غلام احمد صاحب مجاہد مولوی فاضل مبلغ اور میاں عبدالعزیز صاحب مغل پیش امام مسجد احمدیہ لاہور نے تقاریر کیں جو دلچسپی سے سنی گئیں۔ الحمد للہ کہ جماعت اب جلسوں میں دلچسپی لینے لگ گئی ہے اس جلسہ میں حاضری کافی تھی۔ ڈاکٹر حبیب کا لیکچر بہت دلچسپی سے سنا گیا۔ اور احباب کی خواہش پر میاں عبدالعزیز صاحب مغل کو زائد وقت بھی دیا گیا۔ آئندہ اجلاس انشاء اللہ تعالےٰ ۲۳ر اگست ۳۶ء کو ہوگا۔ خاکسار عبدالرحمٰن سیکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ لاہور

درخواست دعا

ا میرے چھوٹے بھائی کی اہلیہ عرصہ چھ ماہ سے بعارضہ بخار و ورم رحم بیمار ہے دعائے صحت کی جائے۔ خاکسار نور احمد سیکرٹری تبلیغ تہیہ کلاں (۲) خاکسار نہم جولائی سے بوجہ وجع المفاصل سخت بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت فرما کر ممنون احسان فرمائیں۔ تا مولا کریم محض اپنے فضل و کرم سے اس عاجز کے گناہ معاف فرما کر صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے

خاکسار فیض عالم قریشی جھبورانوالی ضلع گجرات (۳) خاکسار کا چھوٹا لڑکا بعارضہ بخار دو اسپتال بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ خاکسار سید محمد باقر کاتب الفضل قادیان۔ (۴) خاکسار کا لڑکا محمد علیم الدین بعارضہ بخار بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ (منشی) محمد الدین۔ قادیان۔ (۵) خاکسار کی والدہ محترمہ مدت سے بیمار ہیں۔ آجکل انہیں زیادہ تکلیف ہے احباب سے گذارش ہے۔ کہ ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد صدیق امرتسری مولوی فاضل۔ (۶) نیاز مند کی صحت خراب رہتی ہے۔ احباب میرے لئے اور میرے بچوں کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو صحت و عافیت کے ساتھ نیک اور خادم دین بنائے۔ خاکسار محمد رحمت اللہ خان فارسٹ گارڈ اسلام آباد کشمیر (۷) احباب میری والدہ صاحبہ کے لئے جو عرصہ سے بیمار چلی آتی ہیں دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالےٰ ان کو صحت کاملہ عنایت فرمائے۔ خاکسار منظور احمد ابن صوبیدار ڈاکٹر ظفر حسن صاحب اڈیشنل ضلع بہاول نگر کا لڑکا منور احمد بعارضہ ٹائیفائڈ فیور سخت بیمار ہے۔ جملہ بزرگان سلسلہ کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ اس کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار سید بشیر احمد ہوشیارپور (۸) میرے والد محترم شیخ فضل حق صاحب احمدی ریلوے گارڈ سہارنپور اگرچہ حد درجہ محتاط رہنے والے ہیں۔ مگر گذشتہ چند ایام میں چار دفعہ گاڑی پر اترتے چڑھتے گر چکے ہیں۔ اور ہر دفعہ بوجہ ضربات کے بہت تکلیف اٹھائی ہے۔ پانچ چھ دن ہوئے دہلی جاتی دفعہ منکو نگر کے سٹیشن پر گاڑی پر چڑھتے وقت گرے اور اس سے چار روز بعد پھر اسی سٹیشن پر ایسا ہی حادثہ پیش آیا۔ میں بزرگان سلسلہ و جمیع برادران جماعت سے نہایت ہی دردمندانہ گذارش کرتا ہوں۔ کہ میرے والد صاحب قبلہ کی صحت عاجلہ و کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ نیز یہ کہ اللہ تعالےٰ آئندہ ایسے حادثات سے محفوظ رکھے خاکسار ضیاء الحق۔ سہارنپور

ولادت

مولوی محمد یار صاحب عارف سابق مبلغ انگلستان کے ہاں ۶ر جولائی ۳۶ء کو اللہ تعالےٰ کے فضل سے تیسرا لڑکا تولد ہوا۔ جس کا نام سلیم احمد رکھا گیا۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ مولود کو عمر دراز دے اور خادم دین بنائے۔ خاکسار رحمت اللہ شاکر قادیان۔

دعائے مغفرت

میرا بھتیجہ منظر احسن جس کی عمر قریباً بیس سال اور جو بعارضہ ٹائیفائیڈ دسمبر ۱۹۳۴ء سے سخت بیمار تھا۔ ۱۲ر جولائی ۳۶ء کو بھاگلپور میں اس دار فانی کو چھوڑ کر اپنے حقیقی مولےٰ سے جا ملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ لڑکا بہت خلیق اور احمدیت کے متعلق بے حد غیرت رکھنے والا تھا۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار م بشیر الدین بھاگلپوری

دارالانوار کمیٹی کے حصہ داروں کو ضروری اطلاع

دارالانوار کمیٹی کے حصہ داروں کی خدمت میں اس اعلان کے ذریعہ اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ حسب قواعد ماہ اگست کی قسط ۲۵/ روپیہ کی بجائے ۲۸ روپیہ اس لئے ارسال فرمائیں۔ کہ اگست کی قسط کے ساتھ فی قسط ۳/ روپیہ اغراض مشترکہ کے بھی ادا کرنے ہیں۔ نیز احباب یہ نوٹ فرما لیں۔ کہ اگلے ماہ سے قرعہ نکلنا شروع ہو جائے گا۔ جن حصہ داروں کے ذمہ کچھ بقایا ہے۔ ان کا نام قرعہ میں اس لئے نہ ڈالا جائے گا۔ کہ جس کے نام بقایا ہو۔ ان کا نام بروئے قواعد قرعہ میں نہیں ڈالا جا سکتا۔ پس وہ حصہ دار جن کے نام کچھ بھی بقایا ہو۔ روپیہ ارسال کر کے اپنا حساب صاف رکھیں۔ تا ان کا نام قرعہ میں پڑنے سے نہ رہ جائے (سیکرٹری دارالانوار کمیٹی۔ قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام غیروں کی نگاہ میں

اس وقت میرے پاس اہلسنت والجماعت کا ایک مشہور پرچہ پڑا ہے۔ جس کا نام المنیر ہے۔ اس اخبار کے ۸ر جون ۳۶ء کے پرچہ کے صفحہ تین کو دیکھکر حیران ہوا جاتا ہوں کہ یہ اخبار احمدیت پر مخالفانہ نکتہ چینی کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ مگر آج اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک مشہور نظم "ہمارا پیشوا" کا عنوان دیکر موٹے حروف میں شائع کی۔ یہ نظم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف "قادیان کے آریہ اور ہم" کا ایک حصہ ہے جسکا آغاز اس شعر سے کیا گیا ہے ع وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا۔ نام اسکا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے نہ معلوم یہ نظم سرقہ کے طور پر درج کر لی گئی ہے یا نیک نیتی سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنے جذبات عقیدت کو نمایاں کرنے کیلئے اسکا انتخاب کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق المنیر ہی بہتر جانتا ہے۔ البتہ ہم اتنی بات ضرور عرض کر دیتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنی محبت کا جس طریق پر اظہار فرمایا ہے۔ وہ اسقدر موثر ہے۔ کہ مخالف بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ (محمد ممتاز مہجرانی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ر جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

خطبہ جمعہ

بہادر بنو کہ مومن بزدل نہیں ہوتا اور رحیم بنو کہ مومن ظالم نہیں ہوتا

ابتلا مومنوں کی ذلت کا موجب نہیں بلکہ عزت کا موجب ہوا کرتے ہیں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۴ر جولائی ۱۹۳۶ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ مُونہہ کی باتوں سے دُنیا میں ہرگز کامیابی نہیں ہوسکتی۔ ہم میں سب کے سب ہی

مُونہہ سے اخلاص کا دعوےٰ

کرنے والے ہیں۔ مگر عمل سے اخلاص کا ثبوت دینے والے اس کثرت سے موجود نہیں ہیں۔ حالانکہ ہماری مشکلات پہلے سے بہت زیادہ ہوچکی ہیں۔ اور اگر پہلے صرف مختلف مذاہب بلکہ یُوں کہو۔ کہ

مختلف مذاہب کے افراد

مخالف تھے۔ تو اب حکومت میں بھی ایک طبقہ ایسا ہے۔ جس کا مقصود جماعت احمدیہ کی مخالفت ہے۔ لوگ گھبراتے ہیں ان باتوں پر۔ اور بعض گھبرا کر مجھے لکھتے ہیں اور بعض زبانی بھی کہتے ہیں۔ کہ کیا بات ہوگئی۔ خدا کیوں اس کا علاج نہیں کرتا۔ لیکن جہاں میں

دُعا اور تدبیر

میں دوسروں سے بہت زیادہ احتیاط سے کام لیتا ہُوں۔ وہاں ان مشکلات کے پیدا ہونے کے متعلق مجھے ہرگز کوئی گھبراہٹ نہیں۔ لوگوں کو اس امر پر حیرت ہے۔ کہ خدا تعالےٰ یہ باتیں کیوں ہونے دیتا ہے اور مجھے اس امر پر حیرت ہے۔ کہ ان کو اس وقت تک خدا نے کیوں روکے رکھا۔ اگر کوئی شخص بالکل نابینا نہیں۔ بالکل

فاتر العقل

نہیں۔ بالکل کُند ذہن نہیں۔ بالکل ہی جاہل نہیں۔ تو وُہ پہلے انبیاء کے حالات کو دیکھ کر معلوم کرسکتا ہے۔ کہ ان کا دسواں حصہ بھی ہم پر نہیں گزرا۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں

رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ

کو فرماتا ہے۔ کہ یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ تم ان حالات سے نہ گزرو۔ جن سے پہلے انبیاء کی جماعتیں گزری ہیں۔ آج بھی وہی خدا ہے۔ وُہی دین ہے۔ صداقت کو ثابت کرنے اور اس کے قائم ہونے کے لئے

آج بھی وُہی شرائط ہیں۔ جو پہلے تھیں

وُہی ذمہ واریاں ہمارے سپرد کی گئی ہیں۔ اسی طرح ہم میں ایک مامور مبعوث کیا گیا ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ جو حالتیں پہلوں پر گزریں۔ وُہ ہم پر نہ گزریں۔ جو تکالیف پہلوں پر آئیں۔ وُہ ہم پر نہ آئیں۔ ہم میں اور ان میں سوائے اس کے کیا فرق ہے کہ پہلی جماعتیں

تکالیف اُٹھانے کی عادی

تھیں۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے ان پر تکالیف جلد جلد بھیجیں۔ لیکن ہم لوگ آرام طلبی کی وجہ سے اور ایسے ملک میں رہنے کی وجہ سے جہاں کی حکومت منتظم ہے۔ اور جہاں چوری۔ ڈاکہ اور قتل وغیرہ کی وارداتیں بہت کم ہوتی ہیں۔ مصائب کے عادی نہ رہے تھے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے چاہا۔ کہ وُہ

آہستہ آہستہ ہم پر بوجھ ڈالے

اور یکدم مصائب کا دروازہ ہم پر نہ کھولے پس ان مصائب کے دیر سے آنے میں اللہ تعالےٰ کی حکمت مخفی ہے نہ کہ اس کی غفلت۔

ان کا آنا قابلِ تعجب نہیں۔ بلکہ دیر سے آنا قابلِ تعجب ہے۔ پس جو احمدی خیال کرتا ہے کہ یہ مصیبتیں ناقابلِ برداشت ہیں یا ان ابتلاؤں میں کوئی ایسی بات ہے۔ جس کو اس کا ایمان سمجھنے سے قاصر ہے۔ وُہ یاد رکھے کہ اسے

ایمان کی چاشنی

عطا نہیں ہوئی۔ اللہ تعالےٰ کے انبیاء کی سنت اسے معلوم نہیں۔ تم سے بہتر لوگوں کے ساتھ یہی باتیں گزریں۔ اور انہوں نے ان کو اور نظر سے دیکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ کے کتنے مقرب تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہونا ہوتا۔ تو عمرؓ ہوتا۔ یہاں

میرے بعد سے مُراد معاً بعد ہے

تو وُہ شخص جسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس قابل سمجھتے ہیں۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے کسی کو ستھا وت کے مرتبہ سے اٹھا کر

نبوت

کے بلند مرتبہ پر قائز کرنا ہوتا۔

تو اس کا مستحق عمرؓ تھا۔ وہ عمرؓ جس کی قربانیوں کو دیکھ کر یورپ کے اشد ترین مخالف بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اس قسم کی قربانی کرنے اور اس طرح اپنے آپ کو مٹا دینے والا انسان بہت کم ملتا ہے اور جس کی خدمات کے متعلق وہ یہاں تک غلو کرتے ہیں۔ کہ

اسلام کی ترقی

کو ان سے ہی وابستہ کرتے ہیں۔ وہ عمرؓ دعا کیا کرتے تھے۔ کہ الٰہی میری موت مدینہ میں ہو۔ اور شہادت سے ہو۔ انہوں نے یہ دعا محبت کے جوش میں کی۔ ورنہ یہ دعا تھی بہت خطرناک۔ اس کے معنے یہ بنتے تھے۔ کہ کوئی اتنا

زبردست غنیم

ہو۔ کہ جو تمام اسلامی ممالک کو فتح کرتا ہوا مدینہ پہونچ جائے۔ اور پھر وہاں آکر آپ کو شہید کرے۔ لیکن اللہ تعالےٰ جو دلوں کا حال جانتا ہے۔ اس نے حضرت عمرؓ کی اس خواہش کو بھی پورا کر دیا۔ اور مدینہ کو بھی ان آفات سے بچا لیا۔ جو بظاہر اس دعا کے پیچھے مخفی تھیں۔ اور وہ اس طرح کہ اس نے مدینہ میں ہی ایک کافر کے ہاتھ سے آپ کو شہید کروا دیا۔ بہرحال

حضرت عمرؓ کی دعا،

سے یہ پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ ان کے نزدیک خدا تعالےٰ کے قرب کی یہی نشانی تھی۔ کہ اپنی جان کو اس کی راہ میں قربان کرنے کا موقعہ مل سکے۔ لیکن آج قرب کی یہ نشانی سمجھی جاتی ہے۔ کہ خدا بندہ کی جان بچا لے۔ حضرت خالدؓ کی ہستی ایسی نہیں۔ کہ کوئی مسلمان آپ کے نام سے ناواقف ہو آپ کا نام کفار میں بھی اسی طرح مشہور ہے۔ جس طرح مسلمانوں میں آپ کا نام مسلمان اگر عزت سے لیتے ہیں غیر مسلم دہشت سے۔ وہ شخص موت اور مصائب کی کوئی قیمت نہیں سمجھتا تھا۔ اس کی

بہادری کا معیار

اتنا بلند تھا۔ کہ بعض واقعات پڑھتے ہوئے یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ کوئی تاریخی واقعہ نہیں۔ بلکہ الف لیلےٰ کا کوئی قصہ ہے۔ کفار کا لشکر لاکھوں کی تعداد میں آتا ہے۔

اسلامی لشکر کے بعض افسر

مشورہ دیتے ہیں۔ کہ ہمیں پیچھے ہٹ جانا چاہیئے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ لڑنا چاہیئے لیکن جب خالدؓ سے مشورہ لیا جاتا ہے۔ تو وہ کہتا ہے۔ کہ سارے اسلامی لشکر کو لڑانے کا کیا فائدہ ہے۔ مجھے دو سو آدمی دیدیا جائے۔ میں انشاء اللہ اسے شکست دیدونگا۔ اور آپ نے عملاً

ساٹھ ہزار کفار کا مقابلہ صرف ساٹھ مسلمان سپاہیوں سے

کیا ہے۔ اور نہ صرف مقابلہ کیا۔ بلکہ انہیں شکست دی۔ اور ان کے کمانڈر کو قتل کر دیا۔ اب دیکھو یہ شخص اپنی قربانیوں کا کیا اندازہ لگاتا ہے۔ وہ تمہاری طرح یہ نہیں کہتا۔ کہ فلاں موقع پر میں نے آٹھ آنہ چندہ دیا تھا۔ اور فلاں موقع پر پچاس یا سو یا ہزار دیا تھا۔ بلکہ اس کے برخلاف لکھا ہے۔ کہ جب آپ

مرض الموت میں مبتلا

تھے۔ تو ان کے ایک دوست ان کے پاس عیادت کے لئے گئے۔ ان کا بیان ہے۔ کہ حضرت خالدؓ مجھے دیکھکر رو پڑے میں نے کہا۔ کہ خالدؓ تم کیوں روتے ہو۔ موت تو آخر سب کو آنی ہے۔ تم کو اسلام کی جو خدمات کرنے کا موقعہ ملا ہے ان کی وجہ سے تمہیں خوش ہونا چاہیئے۔ کہ اپنے رب کے پاس جانیوالے ہو۔ اور اس کے انعامات سے حصہ پانیوالے ہو۔ انکے دوست کا بیان ہے۔ کہ میری یہ بات سنکر آپ اور بھی بے تاب ہو کر رونے لگے۔ اور کہا میرے دوست میرے جسم پر سے کپڑا اٹھا اور جب میں نے اٹھایا۔ تو دیکھا۔ کہ سر سے لیکر کمربند تک کوئی ایک انچ ایسی جگہ نہ تھی جہاں

زخم کا نشان

نہ ہو۔ اس کے بعد انہوں نے کہا۔ کہ میری لاتوں پر سے کپڑا اٹھانا۔ اور جب میں نے اٹھایا۔ تو جسم کے اس حصہ کا بھی یہی حال تھا۔ اپنے یہ زخم دکھا کر

حضرت خالدؓ اور زیادہ بیتاب ہو گئے

اور کہنے لگے۔ کہ میں نے ہر موقعہ پر خدا کی راہ میں اپنے آپ کو قربان کرنے کے لئے ڈال دیا۔ مگر نہ معلوم میری کیا بدقسمتی تھی۔ کہ میدان جنگ میں مارا نہ گیا۔ اور آج بستر پر پڑا جان دے رہا ہوں۔ یہ لوگ خدا کے سپاہی تھے۔ یہ وہ لوگ تھے۔ جن کے متعلق لوگوں کا حق ہے۔ کہ کہیں

رضی اللہ عنہم

اور جن کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ رضوا عنہ۔ کیا یہ عجیب زمانہ نہیں۔ کہ آج آرام سے زندگی بسر کرنے کو خدا تعالےٰ کی نعمت قرار دیا جاتا ہے۔ اور یہی وہ زمانہ تھا۔ کہ خالدؓ سر سے لیکر پاؤں تک زخمی تھے۔ مگر پھر بھی تسلی نہیں۔ اور ڈرتے ہیں۔ کہ میں چونکہ خدا کی راہ میں مارا نہیں گیا۔ نہ معلوم میری باقی قربانیاں بھی قبول ہوئیں یا نہیں۔

پس خوب یاد رکھو۔ کہ جب تک پہلوں جیسی حالتیں ہم پر نہ آئیں۔ یہ خیال کرنا کہ ہم خدا کی مقدس جماعت ہیں بالکل غلط ہے۔ جو کچھ پہلوں کے ساتھ ہوا۔ ہم سے ہونا ضروری ہے۔ ابتلاء مومن کی ذلت کا نہیں۔ بلکہ عزت کا موجب ہوا کرتے ہیں

حضرت سید عبد اللطیف صاحب شہید

ہم میں سے ایک فرد تھے۔ اور اس زمانہ کے آدمی تھے۔ مگر آپ نے صحابہ کا نمونہ دکھایا۔ آپ کو رؤیا میں بتا دیا گیا تھا۔ کہ آپ پکڑے جائیں گے۔ اور کہ آپ کے لئے بڑا ابتلا مقدر ہے۔ آپ نے شاگردوں کو اس سے آگاہ کر دیا تھا۔ اسی لئے جب آپ کی گرفتاری کے احکام دربار سے جاری ہوئے۔ تو آپ کو قبل از وقت اپنے درباری دوستوں کے ذریعہ اس کی اطلاع ہو گئی۔ شاگردوں نے آپ کو مشورہ دیا۔ کہ بہتر ہے۔ جلدی سے

انگریزی علاقہ میں

چلے جائیں۔ راوی کا بیان ہے۔ کہ آپ نے اپنے ہاتھ آگے نکال کر کہا۔ کہ مجھے تو اللہ تعالےٰ نے بتایا ہے کہ اس کی راہ میں مجھے

سونے کے کنگن

یعنی ہتھکڑیاں پہنائی جائیں گی۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ ان لوگوں تک پیغام صداقت پہونچانے کا یہ ایک بہترین ذریعہ ہوگا۔ جن تک کسی دوسرے طریق سے یہ پیغام نہیں پہونچایا جا سکتا۔ تو باوجود قبل از وقت اطلاع مل جانے کے اور باوجود اس کے کہ آپ بھاگ سکتے تھے۔ آپ نہیں بھاگے۔ اور اسے ذلت نہیں بلکہ عزت سمجھا۔ اور

ہتھکڑی کا نام زیور رکھا

اور جب خود بادشاہ نے آپ سے سوال کیا۔ کہ آپ اپنے عقائد چھوڑ دیں۔ یا کم سے کم ان کو چھپا لیں۔ تا

لوگوں کا جوش

کم ہو۔ تو آپ نے جواب دیا۔ کہ میں کس چیز کو چھپاؤں۔ صداقت کو؟ اگر میں کوئی بری بات پیش کر رہا ہوتا۔ تو

بادشاہ تو کجا کسی معمولی آدمی کے کہنے سے

بھی چھوڑ دیتا۔ مگر کیا صداقت کو بھی چھپایا جا سکتا ہے۔ آپ نے ان تکالیف کو مصیبت نہیں سمجھا

اور یہ خیال نہیں کیا۔ کہ میری قربانی کے عوض اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بے وفائی کی ہے۔ انہوں نے اپنی قوم کے متعلق بھی اس فعل کو بے وفائی نہیں سمجھا۔ ایک شخص کا جو اس موقعہ پر موجود تھا۔ بیان ہے۔ کہ جب آپ پر پتھر پڑ رہے تھے۔ جسم چور ہو رہا تھا۔ ہڈیاں ٹوٹ رہی تھیں۔ اس وقت آپ کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔ کہ اے میرے رب ان کو ہدایت دے۔ کہ یہ نادانی سے ایسا کرتے ہیں۔ مومن ہر چیز میں

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوہ

پیش نظر رکھتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ آپ کے پیش نظر اس وقت طائف کا واقعہ تھا۔ جو یوں ہے۔ کہ مکہ والوں نے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ کو سننے سے انکار کر دیا۔ تو آپ کو خیال آیا۔ کہ

طائف کے لوگوں کو تبلیغ

کروں۔ مکہ کے بد باطن مخالفوں کو جب علم ہوا۔ تو انہوں نے طائف والوں کے پاس آدمی بھیجا۔ کہ اس شخص کے لئے ہم نے مکہ میں تو کوئی جگہ چھوڑی نہیں۔ تمہیں امید ہے۔ کہ تم لوگ اپنے مذہب کے لئے ہم سے

کم غیرت مند

ثابت نہ ہو گے۔ طائف والوں نے جواب دیا۔ کہ تم اسے یہاں آنے دو تم سے زیادہ بدسلوکی ہم کریں گے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب طائف پہونچے۔ تو ان لوگوں نے دھوکہ سے آپ کو ایک جگہ بلایا۔ کہ آپ کی بات سنیں گے۔ اور ادھر شہر کے لڑکوں کو جمع کر لیا۔ جن کی

جھولیوں میں پتھر

بھرے ہوئے تھے۔ اور ساتھ کتے تھے جب آپ نے وہاں پہنچکر بات شروع کی۔ تو لڑکوں نے پتھر مارنے شروع کر دیئے۔ اور کتے بھی چھوڑ دیئے گئے پتھر آپ پر گرتے۔ اور

جسم اطہر پر زخم

لگتے جاتے تھے۔ اور خون بہتا جاتا تھا۔ آپ واپس بھاگتے ہوئے کسی جگہ دم لینے کے لئے ٹھہرتے۔ تو جسم اطہر سے خون پونچھتے۔ اور ساتھ فرماتے اے میرے رب یہ لوگ نہیں جانتے میں کون ہوں۔ تو انہیں معاف کر۔ غرضیکہ آپ میں

شرافت کا مادہ

تھا۔ اس لئے دشمن بھی بعض اوقات دل میں درد محسوس کرتا تھا۔ رستہ میں ایک عرب سردار کا باغ تھا جب اس نے آپ کو اس حالت میں آتے دیکھا۔ تو اس کے دل میں درد پیدا ہوا۔ اور اپنے عیسائی غلام سے کہا۔ کہ

انگور توڑ کر لے جاؤ

اور اس شخص کو بلا لاؤ۔ اور آرام سے بٹھا کر کھلاؤ۔ چنانچہ غلام جاکر آپ کو بلا لایا بٹھایا۔ اور انگور کھلائے۔ اور پھر دریافت کیا۔ کہ آپ کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا ہے۔ آپ نے اسے ساری بات سنائی۔ اور پھر کہا۔ کہ میں جب طائف سے واپس آ رہا تھا۔ تو مجھ پر

جبریل نازل ہوئے

اور کہا۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ اگر تو کہے۔ تو طائف والوں کا تختہ اسی طرح الٹ دوں۔ جس طرح لوط کی بستی کا الٹا گیا تھا۔ مگر میں نے اسے جواب دیا۔ کہ اگر یہ لوگ تباہ ہو گئے۔ تو مجھ پر ایمان کون لائے گا آپ کی باتیں سنکر عیسائی غلام کی

آنکھوں سے آنسو

جاری ہو گئے۔ جب اس کے آقا نے یہ دیکھا۔ تو اس کی مذہبی غیرت جوش میں آ گئی۔ اور اپنے غلام کو واپس بلا لیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ کیا تو بھی اس کے پھندے میں آ گیا ہے۔

معلوم ہوتا ہے۔ یہی واقعہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی نظر کے سامنے تھا۔ اور آپ نے نہ چاہا۔ کہ آپ کا قدم کسی ایسی جگہ پڑے۔ جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قدم نہ پڑا تھا۔

اس واقعہ سے یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ مومن کو ایک ہی وقت میں

بہادر بھی اور رحیم بھی

ہونا چاہیئے۔ یہ دو جذبات بہت کم اکٹھے مل سکتے ہیں۔ مگر وہ بہادری حقیقی نہیں ہوتی۔ جس میں ظلم ہو۔ وہ شجاعت نہیں۔ بلکہ تہور ہوتا ہے۔ حقیقی بہادری مومن میں ہی ملتی ہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ

رحم کا جذبہ ضروری ہے

مومن بیک وقت بہادر بھی اور رحیم بھی ہوتا ہے۔ اگر وہ ایک طرف اپنی جان کو اخروٹ اور بادام کے چھلکے سے بھی حقیر سمجھتا ہے۔ تو دوسری طرف اس کے اندر اتنا رحم ہوتا ہے۔ کہ وہی لوگ جو اس پر ظلم کرتے ہیں ان سے وہ عفو کا معاملہ کرتا ہے۔ ایک واقعہ میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر

کفار کے مظالم

کا سنایا ہے۔ جو ایک لمبی زنجیر کی کڑی ہے۔ متواتر تیرہ سال تک آپ پر یہ مظالم جاری رہے۔ کبھی آپ پر تلواروں سے حملہ کیا جاتا۔ تو کبھی تیروں اور سونٹوں ــ اور پتھروں سے۔ کبھی آپ کے اوپر نجاست پھینکی جاتی۔ اور کبھی گلا گھونٹا جاتا۔ حتیٰ کہ آخری ایام میں جب آپ کو مکہ چھوڑنا پڑا مسلسل تین سال تک آپ کا اور آپ کے صحابہ کا ایسا

شدید بائیکاٹ

کیا گیا۔ کہ کسی سے سودا بھی مسلمان نہ خرید سکتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کی روایت ہے کہ اتنی تنگی ہو گئی تھی۔ کہ بعض دفعہ دنوں کھانے کو کچھ نہیں ملتا تھا۔ پاخانے سوکھ گئے۔ اور جب پاخانہ آتا۔ تو بالکل مینگنیوں کی طرح ہوتا۔ کیونکہ بعض اوقات

درختوں کے پتے کھا کر گزارہ

کرتے تھے۔ اور بعض اوقات کھجور کی گٹھلیاں۔ احادیث میں ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی چہیتی بیوی جس نے اسلام کے لئے ہر چیز قربان کر دی تھی۔ یعنی حضرت خدیجہ ان کی وفات۔ انہی مظالم کے باعث ہوئی۔ ہر شخص خیال کر سکتا ہے۔ کہ جن بی بی کے بیسیوں غلام تھے۔ اور جو

لاکھوں روپیہ کی مالک

اور مکہ کے مالدار اشخاص میں سے تھیں۔ جو بیسیوں گھرانوں کو کھانا کھلا کر خود کھاتی تھیں۔ بڑھاپے میں جب ان کو کئی کئی فاقے کرنے پڑتے۔ اور اگر کچھ کھانے کو ملا بھی۔ تو درختوں کے پتے وغیرہ۔ اس وقت ان کی صحت پر کیا اثر پڑا ہوگا۔ چنانچہ انہی تکلیفات کی وجہ سے وہ فوت ہو گئیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب بھی انہی تکالیف کی وجہ سے فوت ہو گئے۔ ان حالات میں ایک عام انسان تو درکنار بہادر سے بہادر اور جری سے جری انسان کے ساتھ بھی اگر ایسی حالت ہوتی۔ تو اس کے دل کا حال ہر انسان بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ اگر ایسی ہی

وفادار بیوی

انہی حالات میں کسی اور شخص کی ضائع ہوتی۔ تو وہ ان وفاداریوں اور قربانیوں کو یاد کر کے اور ان بچوں پر نگاہ ڈال کر جنہیں بے نگران چھوڑ کر وہ دنیا سے رخصت ہوتی۔ بہادر سے بہادر انسان بھی قسم کھاتا۔

کہ اس صورت کے عوض قریش کی ہر عورت کو بھی قتل کرنا پڑا۔ تو میں اس سے دریغ نہ کروں گا۔ مگر

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا کیا؟

ایک صحابی کا بیان ہے کہ ایک جنگ میں جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے قریش کی ایک عورت کی لاش دیکھی۔ تو آپ اس قدر غصہ میں آئے۔ کہ میں نے آپ کو اس قدر غصہ میں کبھی نہ دیکھا تھا۔ اور آپ نے سخت غصہ کی حالت میں دریافت کیا۔ کہ اسے کس نے قتل کیا ہے اور پھر فرمایا کہ عورتوں بچوں۔ بوڑھوں ضعیفوں۔ بیماروں اور مذہبی لیڈروں پر کبھی ہاتھ مت اٹھاؤ۔ کجا وُہ سلوک اور کجا یہ۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ

بہادری کا مفہوم

یہی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بتایا۔ مگر میں اپنی جماعت سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ کیا ان میں بھی وہی جرأت اور وہی رحم ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے دکھایا۔

ہمارے دوستوں کی حالت

یہ ہے کہ جب کوئی مصیبت آتی ہے تو دوست گھبرا جاتے ہیں کہ اب ہم قید ہوجائیں گے۔ پکڑے جائیں گے۔ کیا انہیں پتہ نہیں کہ جب انہوں نے احمدیت کو قبول کیا تھا تو اس وقت یہ سب چیزیں ان کے سامنے رکھ دی گئی تھیں۔ کیا انہیں کسی نے دھوکا سے احمدیت میں داخل کیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتابوں میں صاف لکھا ہے۔ کہ جو لوگ تکالیف کی برداشت نہیں کر سکتے۔ ان کا راستہ مجھ سے الگ ہے۔

میرا راستہ پھولوں کی سیج پر نہیں

بلکہ کانٹوں پر ہے۔ کسی سے کوئی دھوکا نہیں کیا گیا۔ ہر شخص جو احمدیت میں داخل ہوتا ہے یہ سمجھ کر ہوتا ہے۔ کہ یہ سب تکالیف اسے برداشت کرنی پڑیں گی۔ پھر شکایت کیسی۔ اگر تو ہم کسی سے کہتے کہ آؤ احمدی ہوجاؤ۔ ہم تمہیں بڑے بڑے عہدے دلائیں گے۔ دولت دیں گے بیماریوں اور تکلیفوں سے بچائیں گے۔ عورتوں سے شادیاں کردیں گے۔ تمہارے بچوں کی تعلیم کا انتظام کردینگے۔ تو شکائت ہوسکتی تھی۔ مگر ہم تو شروع دن سے یہی کہتے ہیں۔ کہ خدا نے ہمیں اس لئے چن لیا ہے۔ کہ دین کے لئے ہمیں

قربانی کی بھیڑیں

بنائے۔ اگر ابتلاؤں کی تلواروں سے گردن کٹوانی ہے۔ اگر اپنے اور اپنے عزیزوں کے خون سے ہولی کھیلنی ہے۔ تو آؤ۔ تو پھر کوئی شکائت کا موقعہ نہیں۔ یہ بزدل کا کام نہیں۔ اور ڈرپوک ہمارے ساتھ نہیں چل سکتا۔ ہمیں خدا تعالے نے اس لئے کھڑا کیا ہے۔ کہ تا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بادشاہت کو پھر قائم کریں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ

شیطان کے چیلے

جنہیں اس سے پہلے انسانوں پر بادشاہت حاصل ہے۔ وُہ سیدھے ہاتھوں اپنی بادشاہتیں ہمارے حوالہ نہیں کریں گے۔ وہ ہر تدبیر اختیار کریں گے۔ جس سے ہمیں کچلا جاسکے۔ اور ہر سامان مہیا کرینگے جس سے ہماری طاقت کو توڑا جا سکے۔ لیکن ہمیں خدا تعالے کا یہی حکم ہے۔ کہ جاؤ۔ اور اس وقت تک دم نہ لو۔ جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ جھنڈا دنیا کے

تمام مذاہب کے قلعوں پر

نہ گاڑ دو۔ جو صدیوں سے گرا ہوا ہے۔ جس کی عزت کو دشمنوں نے خاک میں ملانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ اس مقصد کو ہم نے کبھی نہیں چھپایا۔ گو یہ ہمیشہ کہا ہے۔ کہ ہم اس مقصد کو امن کے ذریعہ اور دلوں کو فتح کرکے حاصل کریں گے۔ مگر یہ تو ہم نے کہا ہے۔ کہ ہم ہر حال میں سچائی کو اختیار کریں گے۔ کیا ہمارے دشمنوں نے بھی یہ اقرار کیا ہوا ہے۔ اگر نہیں تو پھر یہ شکوہ کیا۔ کہ حکومت کے بعض افسر کیوں آئین کو توڑتے ہیں کیا انہوں نے بھی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت

کی ہوئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک بادشاہ تھا اس نے خیال کیا۔ کہ فوج پر اتنا روپیہ صرف کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ قصائی جو روز چھری چلاتے ہیں۔ ان سے ہی

فوج کا کام

لیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ سب فوج موقوف کردی گئی۔ ارد گرد کے بادشاہوں کو جب یہ اطلاع ملی۔ تو ایک بادشاہ نے جو اپنی حکومت کو وسیع کرنا چاہتا تھا۔ اور ہمت والا تھا۔ حملہ کردیا۔ بادشاہ نے قصائیوں کو جمع کرکے حکم دیا۔ کہ جاکر مقابلہ کرو۔ وُہ گئے اور تھوڑی دیر کے بعد شور مچاتے ہوئے آگئے۔ کہ ظلم داد۔ فریاد۔ بے انصافی بادشاہ نے دریافت کیا۔ تو کہنے لگے۔ کہ دشمن کا لشکر بہت بے انصافی کرتا ہے ہم تو چار چار مل کر ایک آدمی کو پکڑتے ہیں۔ اور سر اور پاؤں پکڑ کر باقاعدہ بسم اللہ کہ کے چھری پھیرتے ہیں۔ لیکن دشمن بے تحاشا تلواریں مار مار کر ہمارے بیسیوں آدمی ہلاک کرچکا ہے۔ اس لئے اس کا ازالہ کیا جائے اسی طرح ہمارے بعض نادان بھی یہی شور کرتے ہیں۔ کہ ہم سچ بولتے ہیں اور

آئینی طریق

اختیار کرتے ہیں۔ مگر ہمارے دشمن غیر آئینی کارروائیاں کرتے اور جھوٹ بولتے ہیں۔ ان کی بات ایسی ہی ہے جیسے قصائیوں نے کی تھی۔ کیا ہمارا دشمن بھی سچائی کا پابند ہے کیا وُہ بھی میری ہدایتوں پر چلنے کے لئے تیار ہے۔ کیا اس کے اخلاق کا بھی وہی معیار ہے۔ جو تمہارے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ کیا اس نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی ہوئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی یہ بھی ایک دلیل ہے۔ کہ

تم سچ بولتے ہو اور تمہارا دشمن جھوٹ

تم آئین کے مطابق چلتے ہو۔ اور وُہ غیر آئینی ذرائع اختیار کرتا ہے۔ تم رحم کرتے ہو۔ اور وہ سختی۔ اگر تم میں اور اس میں یہ فرق نہ ہوتا۔ تو تم کو احمدیت میں داخل ہونے کی ضرورت ہی کیا تھی۔

دوسری طرف

رحم کا معاملہ

ہے۔ بہت تم میں ایسے ہیں جو چاہتے ہیں۔ کہ اگر دشمن قابو آئے۔ تو اس سے پوری طرح بدلہ لیا جائے۔ لیکن یاد رکھو یہ طریق مسلمان کا نہیں ہوتا۔ مومن سے جب معافی طلب کی جاتی ہے تو وہ معاف کردیتا ہے۔ سوائے اس کے کہ خدا تعالے کی طرف سے اس کی ممانعت آچکی ہو۔ بعض اوقات اللہ تعالے اپنی خاص مصلحتوں کے ماتحت رحم سے روک دیتا ہے۔ اللہ تعالے کا وسیع علم ہر چیز پر حاوی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے۔

عفا اللہ عنک لم اذنت لھم

منافق جنگ میں نہ جانے کی اجازت لینے آئے۔ اور تو نے اجازت دے دی اللہ تعالے اس مصیبت کو دور کرے۔ جو اس رحم سے پیدا ہوگی۔ تو نے کیوں اجازت دے دی۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے خدا کا علم زیادہ تھا۔ اس لئے یہ فرمایا۔ پس ایسے مواقع کے علاوہ جہاں خدا کا حکم ہم کو روکے۔ شدید سے شدید دشمن بھی اگر ہتھیار ڈالدے۔ تو

ہمارا غصہ دُور ہوجانا چاہیئے

ہاں مومن بے وقوف نہیں ہوتا۔ اور وُہ کسی کے دھوکہ میں نہیں آتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو یہاں تک فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک شخص نے میدان جنگ میں جب ایک مسلمان اُسے مارنے لگا تھا۔ کہہ دیا۔ کہ میں صابی ہوتا ہوں۔ کفار

مسلمانوں کو صابی

کہا کرتے تھے۔ جس طرح آج ہمیں مرزائی کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ

سخت بداخلاقی

ہے۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ مسلمانوں نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کرکے اللہ تعالیٰ نے کی سخت ناراضگی اپنے اوپر لیلی ہے۔ مگر پھر بھی ہم انہیں مسلمان ہی کہتے ہیں۔ عیسائیوں کو عیسائی اور یہودیوں کو یہودی کہتے ہیں۔ یہ نہیں کہتے کہ تم کہاں تک ہدایت یافتہ ہو۔ مگر جو لوگ دین سے بے بہرہ ہوں۔ ان کے اخلاق گر جاتے ہیں اور وہ دوسرے کا نام بھی ٹھیک طرح نہیں لینا چاہتے۔ تو اس وقت کے

کفار مسلمانوں کو صابی کہا کرتے تھے

اور ایک شخص نے لڑائی کے دوران میں کہا کہ میں صابی ہوتا ہوں۔ مگر چونکہ یہ نام غلط تھا۔ اور لڑائی ہو رہی تھی مسلمان نے اسے مار ڈالا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب علم ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ تم نے ظلم کیا۔ اسے مارنے کا تمہیں کیا حق تھا۔ اس صحابی نے عرض کیا۔ کہ اس نے صابی کا لفظ بولا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ وہ لوگ صابی ہی کہتے ہیں۔ اسی طرح ایک اور شخص نے

لڑائی میں کلمہ

پڑھا۔ اور ایک صحابی نے اسے مار دیا۔ اس پر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے۔ تو ایک طرف رحم اور دوسری طرف بہادری جب تک انتہا کو نہ پہنچی ہوئی ہو۔ کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا۔ تو وہ دشمن

مجرموں کی حیثیت

سے آپ کے سامنے پیش کئے گئے۔ وہ لوگ جن کے مظالم کی وجہ سے آپ کو راتوں رات مکہ کو چھوڑ کر بھاگنا پڑا تھا۔ آپ کے سامنے پیش ہوئے جو ان کے ظلم سے اپنے عزیز وطن کو اپنے پیارے خدا کے گھر کو چھوڑنے پر مجبور ہوئے تھے۔ اور ان لوگوں کی موجودگی میں پیش ہوئے جن میں سے بعض کی بیویوں کی شرمگاہوں میں نیزے مار مار کر انہوں نے ہلاک کر ڈالا تھا۔ جن کے باپوں اور بھائیوں اور دوستوں کو ایک اونٹ کے ساتھ ایک ٹانگ اور دوسرے سے دوسری ٹانگ باندھ کر اور انہیں مختلف جہتوں میں چلا کر چیر پھاڑ کر ہلاک کر دیا تھا۔ ان غلاموں کے

سامنے جنہیں جبہ اور حجاز کی گرمیوں میں گرم پتھروں پر لٹا کر جلایا جاتا تھا اور پھر کوڑے لگائے جاتے تھے اور کہا جاتا تھا۔ کہ اپنے دین سے توبہ کرو پھر چھوڑیں گے۔ مکہ کے وہ ظالم سردار جنہوں نے تیرہ سال تک صحابہ کے دلوں کو ان کے لئے جہنم بنائے رکھا۔ مجرموں کی حیثیت سے حاضر تھے۔ صحابہ کہتے ہیں۔ کہ ہماری

تلواریں میانوں سے اچھل اچھل پڑتی تھیں

کہ ان ظالموں سے اپنے بزرگوں کے خون کا بدلہ آج لیں گے۔ مہاجر تو مہاجر انصار کی آنکھوں سے خون ٹپک رہا تھا۔ حتیٰ کہ ایک انصاری سردار کے منہ سے بے اختیار نکل ہی گیا کہ مکہ کے ظالم لوگو آج تمہارے در و دیوار کی اینٹ سے اینٹ ہم بجا دیں گے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے ان کو سزا دینے کے خود ان ہی سے دریافت کیا۔ کہ اے مکہ کے رہنے والو بتاؤ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے انہوں نے آگے سے جواب دیا۔ کہ وہی جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ جاؤ میں نے تم کو معاف کیا۔ تم مجھے

یوسف سے کم رحم کرنے والا نہیں پاؤ گے

اور سب کو معاف کر دیا۔ یوسف کے بھائیوں نے انہیں صرف جلاوطن کیا تھا۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار کے مظالم کے مقابلہ میں جلاوطن کرنا کچھ چیز نہیں۔ یہاں جلاوطنی تو ہزاروں ظلموں میں سے ایک ظلم تھی۔ پھر یوسف علیہ السلام کے سامنے اس کے باپ جائے مجائی کھڑے تھے۔ جن کی سفارش کرنے والے ان کے ماں باپ موجود تھے۔ مگر یہ لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیزوں اور بھائیوں کے قاتل تھے۔ حضرت حمزہ کو قتل کرنے والے کون لوگ تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی بیٹی کو مارنے والے کون تھے۔ جب کہ وہ حاملہ تھیں۔ اور خاوند نے اس خیال سے کہ والد کی عداوت کی وجہ سے لوگ انہیں مکہ میں تنگ کرتے تھے مدینہ روانہ کر دیا تھا۔ مگر کفار نے راستہ

میں انہیں سواری سے گرا دیا۔ جس سے اسقاط ہو گیا۔ اور اسی کی وجہ سے بعد میں آپ کی وفات ہو گئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے کونسے جذبات تھے۔ سوائے اس کے کہ ان کے بھائیوں نے ان کو وطن سے نکال دیا تھا۔ مگر یہاں تو یہ حالت تھی۔ کہ

ابوطالب کی روح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ رہی تھی۔ کہ میرے جس نے تیری خاطر تیرہ سال تک اپنی قوم سے مقابلہ کیا۔ یہ لوگ قاتل ہیں عالم خیال میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے سامنے کھڑی کہہ رہی تھیں۔ کہ میں نے اپنا مال و دولت اپنا آرام آسائش سب کچھ آپ کے لئے قربان کر دیا تھا۔ اور یہ لوگ میرے قاتل ہیں۔ حضرت حمزہ کھڑے کہہ رہے تھے۔ کہ ان میں ہی وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے میری

لاش کی بے حرمتی

کی تھی۔ اور میرے جگر اور کلیجہ کو باہر نکال کر پھینک دیا تھا۔ آپ کی بیٹی آپ کے سامنے کھڑی کہہ رہی تھیں کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جنہیں ایک عورت پر ہاتھ اٹھاتے ہوئے شرم نہ آئی۔ اور ایسی حالت میں مجھ پر حملہ کیا۔ جب کہ میں حاملہ تھی اور مجھے ایسا نقصان پہنچایا۔ جس سے بعد میں میری وفات ہو گئی۔ پھر وہ سینکڑوں صحابہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے

بچوں سے زیادہ عزیز

تھے۔ اور جن میں ایسے لوگ بھی تھے۔ کہ جب ان میں سے ایک کو مکہ میں کفار نے پکڑا۔ اور قتل کرنے لگے۔ تو کہا کہ کیا تم یہ پسند نہ کرو گے۔ کہ اس وقت تمہاری جگہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں اور تم آرام سے اپنے بیوی بچوں میں بیٹھے ہو۔ تو اس نے جواب دیا۔ کہ میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا۔ کہ میں آرام سے گھر میں بیٹھا ہوں۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے

پاؤں میں کانٹا

بھی چبھے۔ ایسے عزیز صحابہ کے ناک پاؤں اور ہاتھ کاٹ کاٹ کر انہیں مارا گیا۔ اور ان کی روحیں اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑی کہہ رہی تھیں۔ کہ یہ لوگ ہمارے قاتل ہیں مگر باوجود ان سب جذبات کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تو یہی کہا کہ

لا تثریب علیکم الیوم

جاؤ آج تم سے کوئی باز پرس نہیں کی جائے گی بلکہ عفو کرد۔ کیا ان سے زیادہ تکالیف ہمیں دی جاتی ہیں۔ میں جانتا ہوں۔ کہ بعض چیزیں جسمانی اذیت سے زیادہ ہوتی ہیں۔ مگر یہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی تھیں۔ اور ان میں بھی صحابہ ہمارے شریک ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر بھی ایسے حملے کئے جاتے تھے۔ اور ایسی گالیاں دی جاتی تھیں۔ جیسی آج دی جاتی ہیں۔ یہ ممکن ہے بلکہ اغلب ہے کہ ہمارے دشمن

گالیاں دینے میں زیادہ ہوشیار

ہیں۔ اور ان کی فطرت زیادہ گندی ہے۔ اور کفار عرب کی شرافت سے یہ لوگ ناآشنا ہیں مگر یہ نہیں۔ کہ اس زمانہ میں گالیاں وغیرہ بالکل دی ہی نہیں جاتی تھیں اس زمانہ میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی مستورات کے متعلق ویسے ہی گندے اتہام لگائے جاتے تھے۔ جیسے آج لگائے جاتے ہیں۔ اور عرب کے شاعر شعروں میں ان کے ساتھ

محبت کا اظہار

کیا کرتے تھے۔ پس یہ ممکن ہے کہ آج کل کے لوگ اس خباثت میں ان سے زیادہ ہوں۔ مگر جسمانی تکالیف صحابہ کو ہم سے بہت زیادہ تھیں۔ اس زمانہ میں ساری حکومت اسلام کے مخالف تھی مگر آج ساری نہیں آج گورنمنٹ بحیثیت گورنمنٹ ہمارے مقابل نہیں۔ بلکہ

بعض حکام ہمارے خیر خواہ بھی ہیں

اور بعض اپنے عہدہ سے ناجائز فائدہ اٹھا کر ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا دعویٰ کرتے ہوئے آج وہی رحم نہ دکھائیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا۔ اور جیسے قریب کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ظاہر فرمایا۔ میں چھوٹا تھا۔

۳- مگر مجھے مندرجہ ذیل واقعہ اچھی طرح یاد ہے۔ اور اسلئے بھی یہ واقعہ اچھی طرح یاد ہے کہ اسکے متعلق مجھے بھی اللہ تعالٰے نے قبل از وقت

رویا کے ذریعہ خبر

دی تھی۔ ایک دن ہم سکول سے واپس آئے۔ تو احمدیوں کے چہروں پر ملالی کے آثار تھے۔ گول کمرہ اور دفتر محاسب کے درمیان جہاں مسجد کا دروازہ ہے ہم نے دیکھا کہ ہمارے بعض چچاؤں نے وہاں دیوار کھینچ دی ہے۔ اس لئے ہم اندر سے ہو کر گھر پہونچے۔ اور معلوم ہوا کہ یہ دیوار اس لئے کھینچی گئی ہے کہ تا احمدی نماز کے لئے مسجد میں نہ آسکیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حکم دیا۔ کہ ہاتھ مت اٹھاؤ اور مقدمہ کرو۔ آخر مقدمہ کیا گیا جو خارج ہو گیا۔ اور معلوم ہوا کہ جب تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود نالش نہ کریں گے کامیابی نہ ہوگی۔ آپ کی عادت تھی۔ کہ مقدمات وغیرہ میں نہ پڑتے تھے۔ مگر یہ چونکہ

جماعت کا معاملہ

تھا اور دوستوں کو اس دیوار سے بہت تکلیف تھی۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ اچھا میری طرف سے مقدمہ کیا جائے چنانچہ مقدمہ ہوا اور دیوار گرائی گئی۔ فیصلہ سے بہت پہلے میں نے رویا میں دیکھا تھا کہ میں کھڑا ہوں اور وہ دیوار توڑی جا رہی ہے۔ اور

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ

بھی پاس ہی کھڑے ہیں۔ اور پھر ایسا ہی ہوا۔ جس دن سرکاری آدمی اسے گرانے آئے۔ عصر کے بعد میں مسجد والی سیڑھیوں سے اترا۔ عصر کے بعد ہی حضرت خلیفۃ المسیح اول درس دیا کرتے تھے۔ سخت بارش آئی۔ اور حضرت خلیفہ اول بھی شائد بارش کی وجہ سے یا یونہی وہاں آکر کھڑے ہو گئے۔ اس دیوار کی وجہ سے جماعت کو مہینوں یا شائد سالوں تکالیف اٹھانی پڑیں کیونکہ انہیں مسجد تک پہونچنا مشکل تھا۔ پھر مقدمہ پر ہزاروں روپیہ خرچ ہوا۔ اور عدالت نے فیصلہ کیا۔ کہ خرچ کا کچھ حصہ ہمارے چچاؤں پر ڈالا جائے۔ کئی لوگ عرصہ سے کہہ رہے تھے کہ یہ بہت کم ڈالا گیا ہے۔ ان کو تباہ کر دینا چاہئے۔ جب اس

ڈگری کے اجرا کا وقت

آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گورداسپور میں تھے۔ آپ کو عشاء کے قریب رویا یا الہام کے ذریعہ بتایا گیا۔ کہ یہ بار ان پر بہت زیادہ ہے۔ اور اس کی وجہ سے وہ تکلیف میں ہیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ

مجھے رات نیند نہیں آئے گی

اسی وقت آدمی بھیجا جائے۔ جو جا کر کہہ دے کہ ہم نے یہ خرچ تمہیں معاف کر دیا ہے۔ مجھے اس معافی کی صورت پوری طرح یاد نہیں۔ کہ آیا سب رقم معاف کر دی تھی۔ یا بعض حصہ۔ بچپن کا واقعہ ہے اس لئے اس کی ساری تفاصیل یاد نہیں رہیں۔ مگر اتنا یاد ہے کہ فرمایا مجھے رات نیند نہیں آئیگی اسی وقت کسی کو بھیج دیا جائے۔ جو جا کر ان سے کہہ دے کہ یہ رقم یا اس کا بعض حصہ جو بھی صورت تھی تم سے وصول نہ کیا جائیگا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سنت بھی ہمیں یہی بتاتی ہے۔ کہ مومن کا رحم اتنا بڑھا ہوا ہوتا ہے کہ دوسرا خیال بھی نہیں کر سکتا۔

مارٹن کلارک

کی طرف سے آپ پر مقدمہ کیا گیا۔ اور الزام سے بری کرنے کے بعد مجسٹریٹ نے آپ سے کہا۔ کہ آپ کو ان پادریوں پر جو اس مقدمہ کو اٹھانے والے ہیں مقدمہ چلانے کا حق ہے مگر آپ نے فرمایا یہ ہمارا طریق نہیں۔ کپتان ڈگلس جو اس زمانہ میں کپتان ڈگلس تھے۔ ابھی تک زندہ ہیں۔ اور ولایت میں ہمارے دوستوں سے ملتے رہتے ہیں۔ اور ہمیشہ اس بات کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ کہ جب میں نے مرزا صاحب سے کہا۔ کہ آپ ان

پادریوں پر مقدمہ

چلا سکتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ ہمارا طریق نہیں۔ ہم نے ان کو معاف کر دیا۔ تو دین کے ایک ہاتھ میں رحم اور دوسرے میں بہادری ہوتی ہے۔ اور اس کا سر قطب مینار کی طرح سب سے اونچا ہوتا ہے۔ جب دنیا دیکھنا چاہتی ہے کہ کون ہے بہادر تو اسے جواب ملتا ہے کہ مومن اور جب وہ دیکھنا چاہتی ہے کہ کون ہے رحیم تو اسے مومن کے سوا کوئی نظر نہیں آتا۔ پس یہ

دونوں خصلتیں اپنے اندر بڑھاؤ

اور پھر جو مصائب آتی ہیں ان کو آنے دو۔ کہ وہ تمہاری ہلاکت کا نہیں بلکہ ترقی کا موجب ہیں۔ اور جب خدا تعالیٰ تمہارے رحم کا امتحان لے۔ تو یہ دیکھو کہ ایسے وقت میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا کیا۔ اس وقت

دشمن کے ظلموں پر نظر

نہ ڈالو۔ پھر یہ مت سمجھو۔ کہ تمہاری آزادی اور زندگی سے ہی اسلام کی ترقی وابستہ ہے۔

ممکن ہے تمہاری قید یا موت زیادہ مفید ہو۔ اس بات کو خدا پر چھوڑ دو۔ کہ وہ دیکھے کیا مفید اور مناسب ہے اور ایک بہادر اور جری انسان کی طرح ہر انجام سے بے پروا ہو کر (سوائے خدا کی ناراضگی کے انجام کے) اپنی جانوں اور مالوں کو خدا کے رستہ میں ڈال دو اور جب سب مصائب کو برداشت کرتے ہوئے خدا تعالیٰ تمہیں طاقت دے۔ تو یاد رکھو کہ تم اس کی امت ہو۔ جس نے مکہ والوں کو بھی معاف کر دیا تھا۔

مکہ والوں کے مظالم

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رحم کی مثال کہیں اور نہ مل سکے گی۔ اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے۔ کہ ہر امر میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی اسوہ حسنہ ہیں۔ جرأت اور بہادری میں بھی اور عفو اور رحم میں بھی۔ پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو دیکھو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھو کہ کن حالات میں آپ نے دنیا کا مقابلہ کیا۔ آج جبکہ خدا کے فضل سے

ہمارا رعب ساری دنیا پر بیٹھ چکا ہے

اور جب لاکھوں لوگ جماعت میں شامل ہیں اور تمام براعظموں میں احمدی موجود ہیں۔ بعض لوگوں کو خیال پیدا ہوتا ہے کہ بعض باتوں اور فتوؤں میں ہمیں نرمی کر دینی چاہئے۔ پھر غور کرو اس وقت کتنی دقت ہوگی جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس وقت صرف چند آدمی آپ کے ساتھ تھے۔ اور نبوت کفر و اسلام نمازوں اور شادیوں کی علیحدگی یہ مسائل پیش کرنے کے لئے کتنے بڑے دل گردے کی ضرورت تھی۔

پس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بروز کامل میں رحم اور بہادری کے دونوں نمونے موجود ہیں۔

ہمیں اللہ تعالیٰ نے صرف نقال بنایا ہے

موجد نہیں۔ ہمارا کام صرف یہ ہے۔ کہ ہر چیز اور ہر دل پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کھینچتے جائیں۔ پس بہادر بنو کہ مومن بزدل نہیں ہوتا۔ اور رحیم بنو کہ مومن ظالم نہیں ہوتا۔ دنیا کے لحاظ دونوں چیزوں کا جمع ہونا مشکل ہے۔ مگر ہمارے لئے آسان ہے۔ کیونکہ ہمارے لئے بنی بنائی تصویر موجود ہے۔ خدا تعالیٰ نے ان چیزوں کا خمیر کر کے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں بھر دیا ہے۔ اور خمیر سے اور خمیر اٹھا لینا کوئی مشکل نہیں۔ آگ جلانا مشکل ہوتا ہے۔ مگر جب جل جائے تو اس سے ہر شخص اپنی شمع روشن کر سکتا ہے۔ نور پیدا کرنا خدا کا کام تھا۔ جو اس نے کر دیا۔ اب ہمارا کام صرف یہ ہے۔ کہ آئیں۔ اور اپنی شمعیں اس سے لگا لیں۔

پس اس طریق کو سمجھو۔ کہ

یہی فلاح کا طریق ہے

اور خوب یاد رکھو۔ کہ جو بزدل ہے وہ خدا کے رستہ سے کاٹا جائے گا جب تک تم ایسے بہادر نہ بن جاؤ کہ قید، قتل، جلاوطنی سب مظالم کو برداشت کرنے کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔ اس وقت تک تم خدا کے محبوب نہیں بن سکتے۔ اور جو خدا کا محبوب نہیں بنتا۔ وہ شیطان کا محبوب ہوتا ہے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور آزادیٔ اقوام

اخبار "احسان" کے اعتراضات کے جواب

حکومت برطانیہ کا شکریہ اور اطاعت کیوں؟ اور کب تک؟

غیر مسلم حکومت کا احسان اور اسلامی تعلیم

(از ابوالعطاء جناب مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری سابق مبلغ بلاد عربیہ)

(۳)

عالمگیر دعوت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کسی ایک قوم یا ایک ملک کے لئے رسول نہ تھے بلکہ آپ کی دعوت کا دامن تمام قوموں اور تمام ممالک تک وسیع ہے۔ نیز آپ کا مقصد کسی زمینی حکومت پر قبضہ کرنا نہ تھا۔ بلکہ آپ کا مدعا تمام نیک فطرت انسانوں کو دین قیم پر جمع کرنا تھا۔ حضور خود تحریر فرماتے ہیں۔

"خدا تعالے چاہتا ہے۔ کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں۔ توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالے کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔" (الوصیت صک)

بنا بریں آپ کی سیاست ملکی نہیں۔ بلکہ عالمگیر ہونی ضروری تھی۔ چنانچہ آپ نے بطور اصول تحریر فرمایا۔ "سو خدا تعالے نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے۔ کہ محسن گورنمنٹ کی جیسا کہ گورنمنٹ برطانیہ ہے۔ سچی اطاعت کی جائے۔ اور سچی شکر گزاری کی جائے۔ سو میں اور میری جماعت اس اصول کے پابند ہیں۔" (تحفہ قیصریہ صنا) گویا آپ اور آپکی جماعت کو دنیاوی حکومتوں سے کچھ تعرض نہ ہوگا۔ اور ہر محسن گورنمنٹ کے وہ وفادار رہیں گے۔ خواہ وہ گورنمنٹ برطانیہ ہو۔ یا کوئی اور گورنمنٹ۔ آگے تحریر فرماتے ہیں:۔

"سو میرا یہ اصول ہے۔ کہ دنیا کے بادشاہوں کو اپنی بادشاہیاں مبارک ہوں۔ ہمیں ان کی سلطنت اور دولت سے کچھ غرض نہیں ہمارے لئے آسمانی بادشاہی ہے۔ ہاں نیک نیتی سے اور سچی خیر خواہی سے بادشاہوں کو بھی آسمانی پیغام پہنچانا ضروری ہے۔" (صلنا)

حکومت والوں کو حکومتیں مبارک ہوں ہم ان کو آسمانی پیغام پہنچا کر دین واحد پر جمع کریں گے اور ظاہر ہے۔ کہ ان کے دین اسلام پر جمع ہونے کے یہی معنے ہیں۔ کہ دنیا میں اسلام کی حکومت قائم ہو جائے۔ اور سلسلہ احمدیہ کے افراد اس حکومت کے چلانے والے ہوں اور یہی وہ طریق ہے۔ جسے ہم پہلے حصہ مضمون میں "تبلیغی طریقہ" سے تعبیر کر چکے ہیں۔

حکومت کی اطاعت میں حکمت

پیشتر اس کے کہ ہم گورنمنٹ برطانیہ کے احسان کی تشریح کریں۔ احمدیت کے اس زریں اصل کی حکمت بیان کرنا چاہتے ہیں۔ سو یاد رہے کہ لوگ اکثر امور میں عادات کے پابند ہوتے ہیں۔ اگر انہیں عصیان و تمرد کی عادت پڑ جائے۔ تو بسا اوقات اس عادت کا بے موقعہ ظہور ہوتا رہتا ہے۔ احمدیت کا یہ اصل کہ ہر ملک میں قائم شدہ حکومت کے قانون کی پابندی کرو۔ اور بغاوت کی راہوں سے دور رہو ہاں اپنے حقوق کو جائز ذرائع سے حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ ایسا اصل ہے جس سے ہر ملک کے لوگ عادل گورنمنٹ کی اطاعت کے عادی ہو جائیں گے۔ اور قانون کا احترام کرنا ان کی طبیعت ثانیہ بن جائے گی۔ تب اسلامی حکومت کے قائم ہونے پر بھی بغاوت کا کلیۃً سد باب ہو جائے گا۔ حکومت کے کارندے نبیوں اور خلفاء کے علاوہ ایسی غلطیوں بلکہ مظالم سے پاک نہیں ہوتے۔ جن کے باعث ملکوں میں بغاوت کی آگ بھڑکائی جاسکتی ہے۔ خواہ وہ کارندے اسلامی حکومت کے اجزاء ہی کیوں نہ ہوں۔ ظلم کی قلت و کثرت کا فرق ضرور ہوتا ہے۔ مگر دنیاوی حاکموں کا ان سے بالکل محفوظ ہونا بہت زیادہ مشکل ہے۔ اس لئے عام پبلک کو آئینی طریق کا عادی بنانا دراصل اسلامی حکومت کے استحکام اور پائیداری کا ذریعہ ہے۔

نیز چونکہ اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے۔ اور تبلیغ کے لئے تمام قوموں سے امکان بھر صلح اور آشتی کے تعلقات کی ضرورت ہے۔ اس لئے بھی ضروری ہے۔ کہ اسلام کے اس اصل کو اس زمانہ میں جو محض تبلیغی اور اشاعت کا زمانہ ہے نہایت زور سے پیش کیا جائے۔ پس یہ قانون دین و دنیا کے لحاظ سے مفید اور ضروری قانون ہے۔

حکومت برطانیہ کا عام احسان

گورنمنٹ برطانیہ کے احسان کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ انبیاء علیہم السلام بہت زیادہ قدر شناس ہوتے ہیں۔ اور وہ کسی کے عام احسان کو بھی ایک بڑی چیز قرار دیتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بطور فخر بیان فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں عادل بادشاہ نوشیرواں کے زمانہ میں پیدا ہوا تھا۔ گورنمنٹ برطانیہ کا وہ کونسا احسان ہے۔ جس کا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذکر فرمایا ہے؟ وہ احسان گورنمنٹ برطانیہ کا عام احسان ہے۔ یعنی ملک میں مذہبی آزادی کا قائم کرنا اور اہل ملک کو اس ظلم و ضبط سے نجات دینا جو کہ سکھوں کے ایام حکومت میں اس جگہ جاری تھا۔ یہ احسان حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپ کی جماعت سے مخصوص نہیں۔ لیکن جیسا کہ سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کی بالکل ناواجب شروط کو اس لئے تسلیم کر لیا۔ کہ اس صورت میں ملک میں مذہبی آزادی اور امن قائم ہو جائے گا۔ کیونکہ مذہبی آزادی اشاعت اسلام کا بہترین ذریعہ ہے۔ اسی طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انگریزوں کے مذہبی آزادی دینے کو خصوصاً سکھوں کے ظالمانہ عہد کے بعد خاص اہمیت دی۔ اور اسے اپنے اوپر ان کا احسان قرار دیا ہے۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

ا۔ "جب ہم کسی دوسری قوم سے احسان دیکھیں، تب تو زیادہ تر فرض ہو جاتا ہے۔ کہ ہم احسان کے عوض میں احسان کریں۔ اور نیکی کے عوض میں نیکی بجا لاویں جیسا کہ اب ہم عیسائی گورنمنٹ سے ہر طرح امن اور راحت دیکھ رہے ہیں۔" (ازالہ اوہام صلح ۲۹)

۲۔ "اور سب کے علاوہ سلطنت میں نہایت امن ہے۔ قواعد اور قوانین کی پابندی کے نیچے محکوم اور حاکم برابر چل رہے ہیں۔ ایک ذرہ بھی حکومت منافی نہیں۔" (ایضاً صـ۵۵)

۳۔ "آپ (مولوی محمد حسین بٹالوی) کا تو اب تک شیوہ رہا ہے۔ کہ بار بار خلاف واقعہ باتیں میری نسبت اپنے رسالوں اور نیز اخباروں میں درج کرا کر گورنمنٹ انگریزی کو اکساتے اور میرے پر بدظن کرنا چاہتے ہیں۔ ایسی شرارتوں سے کیا ہو سکتا ہے۔ آپ یاد رکھیں۔ کہ ان شرارتوں میں آپ ہمیشہ نامراد رہیں گے۔ کوئی امر زمین پر نہیں ہو سکتا۔ جب تک آسمان پر قرار نہ پاوے۔ اور اس گورنمنٹ محسن کی نسبت میرے دل میں کوئی بد ارادہ نہیں ہے۔ میں جوان تھا۔ اور اب بوڑھا ہو گیا۔ قدیم سے میں نے اپنی بہت سی کتابوں میں بار بار یہ شائع کیا ہے۔ کہ اس گورنمنٹ کے ہمارے سر پر احسان ہیں۔ کہ اس کے زیر سایہ ہم آزادی سے اپنی خدمت تبلیغ پوری کرتے ہیں۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صـ۲۸۵)

(۴) "خدا تعالےٰ کا میرے پر احسان ہے۔ کہ ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ مجھے مبعوث فرمایا ہے۔ جس کا مسلک دلآزاری نہیں۔ اور اپنی رعایا کو امن دیتی ہے۔ مگر باوجود اس کے میں صرف ایک ہی ذات پر توکل رکھتا ہوں۔ اور اسی کے پوشیدہ تصرفات میں سے جانتا ہوں۔ کہ اس نے اس گورنمنٹ کو میری نسبت مہربان بنا رکھا ہے۔ اور کسی شریر مخبر کی پیش چلنے نہیں دی۔ اور میں امید رکھتا ہوں۔ کہ قبل اس کے جو میں اس دنیا سے گزر جاؤں۔ میں اپنے اس حقیقی آقا کے سواء دوسرے کا محتاج نہ ہونگا۔ اور وہ ہر ایک دشمن سے مجھے اپنی پناہ میں رکھے گا" (" " صلـ۱۲۹)

شکر گزاری کا جوہر تمام انبیاء میں پایا جاتا ہے

ان تمام عبارتوں سے واضح ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام محض مذہبی آزادی کو ہی جو ایک عام نعمت ہے۔ گورنمنٹ کا احسان قرار دے کر اس کا شکریہ ادا کرتے اور اس کی اطاعت کی تعلیم فرماتے ہیں۔ اور درحقیقت یہ جوہر کہ معمولی سے احسان کو بھی خاص احسان قرار دیا جائے۔ تمام انبیاءؑ میں مشترک ہے۔ سیدنا حضرت موسےٰ علیہ السلام کو جب فرعون نے کہا۔ کہ ہم نے تیری پرورش کی۔ اور یہ ہمارا تجھ پر احسان ہے۔ تو آپ نے احسان کا انکار نہیں فرمایا۔ بلکہ اسے تسلیم کرتے ہوئے کہا نہ تلک نعمۃ تمنہا علیّ ان عبدت بنی اسرائیل کہ کیا تو اس نعمت پر احسان جتلاتا ہے۔ حالانکہ تو نے تمام فرزندانِ اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے۔ اس آیت کے متعلق علامہ رازی لکھتے ہیں۔: "واعلم ان فی الآیۃ دلالۃ علی ان کفر الکافر لایبطل نعمتہ علی من یحسن الیہ ولا یبطل منتہ" (تفسیر کبیر جلد ۶۔ صلـ۳۶۶) کہ یاد رکھو۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کافر کا کفر اس کے احسان کو ضائع نہیں کرتا اور اس کے شکریہ کو باطل نہیں کرتا۔ پھر ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں: انہ لامنافاۃ بین کون الشخص مستحقاً للتعظیم لسبب احسانہ الینا و مستحقاً للتحقیر لسبب کفرہ" کہ ان دونوں باتوں میں کوئی تناقض نہیں۔ کہ ایک شخص ہم پر احسان کے باعث مستحق تعظیم ہو۔ اور بسبب اپنے کفر کے حقارت کے قابل ہو۔

پھر حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں "لو ان فرعون مصر اسدی الی یداً صالحۃ لشکرتہ علیہا" کہ اگر فرعونِ مصر بھی مجھ سے کوئی اچھا سلوک کرے۔ تو میں اس کا بھی شکریہ ادا کروں۔ خود سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ جو انسانوں کا شکر نہیں کرتا۔ اس سے اللہ کا شکر بھی نہیں ہو سکتا۔

سنت ابرار

بیانات بالا سے ثابت ہے۔ کہ کافر بادشاہ کا بھی احسان تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ اس کے احسان کو تسلیم کرنا سنتِ ابرار ہے۔ اور اس کا شکر ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ لہذا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا گورنمنٹ برطانیہ کی عطا کردہ مذہبی آزادی کو احسان قرار دے کر اس کا شکریہ ادا کرنا نہ صرف جائز ہے۔ بلکہ ضروری تھا کیونکہ تمام مقدس لوگ اسی طریق پر چلتے رہے ہیں۔ تاریخ کامل ابن اثیر میں مہاجرین حبشہ کے متعلق لکھا ہے:۔ "واقام المسلمون بخیر دار وطھر ملک من الحبشۃ فنازع النجاشی فی ملکہ فعظم ذالک علی المسلمین وسار النجاشی الیہ لیقاتلہ وارسل المسلمون الزبیر بن العوام لیأتیھم بخبرہ وھم یدعون لہ فاقتتلوا فظفر النجاشی فما سر المسلمون بشیئ سرورھم بظفرہ" (جلد ۲۔ صلـ۳۳) کہ مسلمان اس جگہ اچھے طور پر رہے۔ اسی اثناء میں ایک اور بادشاہ نے حکومت کے بارہ میں نجاشی سے جنگ شروع کر دی۔ یہ بات مسلمانوں پر بہت ناگوار گزری۔ نجاشی اس دشمن سے جنگ کے لئے نکلا۔ اور مسلمانوں نے اپنی طرف سے حضرت زبیر کو ان کے پاس خبر لانے کے لئے بھیجا۔ اور وہ مسلمان پیچھے نجاشی کی کامیابی کے لئے دعا کر رہے تھے۔ جنگ ہوئی۔ اور آخر نجاشی کامیاب ہو گیا۔ تو اس سے مسلمانوں کو اتنی خوشی ہوئی۔ کہ کسی اور چیز سے اتنے خوش نہ ہوئے تھے۔

پس اگر ایڈیٹر صاحب "احسان" انگریزی حکومت کے شکریہ پر یا اس کے احسان کے اقرار پر یا اس کے عادلانہ قوانین کی اطاعت پر ناراض ہوتے ہیں۔ تو انہیں چاہیئے۔ کہ اسلام سے منکر ہو جائیں۔ کیونکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اختیار فرمودہ مسلک تو وہی ہے۔ جو جملہ مقدسوں اور صلحاء کا مسلک ہے۔ اس پر اعتراض کرنے والا در اصل تمام صادقوں پر اعتراض کرتا ہے۔

ایک سوال کا جواب

اس جگہ ایک سوال کیا جا سکتا ہے اور وہ یہ کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہندوستان میں اپنی جماعت کو انگریزی حکومت کی اطاعت کا حکم مشروط اور موقت دیا ہے۔ یا بغیر شرط وقید ہمیشہ کے لئے؟ "احسان" ہم سے پوچھتا ہے۔ کہ کہاں بانیٔ سلسلۂ احمدیہ نے لکھا ہے۔ کہ:۔

"اطاعت و خیر خواہی سے میری مراد عارضی اطاعت و خیر خواہی ہے" (۱۹ جولائی)

اوّل تو اس بات کے لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ السلام نے غیر مبہم اور نہایت متحدیانہ الفاظ میں یہ پیشگوئی فرمائی ہے۔ کہ احمدیہ جماعت دنیا پر غالب ہوگی۔ اور اس کے دشمن مغلوب۔ ہم ان پیشگوئیوں کو آئندہ درج کریں گے ان سے صاف ظاہر ہے۔ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں پر انگریزی حکومت بلکہ ہر ملک کے احمدیوں کو اپنے ملک کی حکومت کی اطاعت کا حکم دیا ہے وہ بہر حال موقت ہے۔ اور اس شرط کے ساتھ مشروط ہے۔ کہ حکومت مذہبی آزادی میں دخل نہ دے۔

دوم۔ ہر معقول انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ شرط بیان ہو یا نہ بیان ہو۔ بہر صورت مدنظر ہے۔ سوائے اللہ تعالےٰ کے جب انبیاء علیہم السلام کی اطاعت کے ساتھ "طاعۃ معروفۃ" اور "ولا یعصینک فی معروف" کی شرط پائی جاتی ہے۔ تو زمینی حکومتوں کی اطاعت کیونکر بلا قید و بلا شرط ہو سکتی ہے۔

سوم۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات میں جہاں حکومت برطانیہ کی اطاعت گزاری پر زور دیا گیا ہے۔ وہاں اس کے ساتھ متعدد مقامات پر ان حالات اور موجبات کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ جن پر یہ حکم مترتب ہوتا ہے۔ اور کسی حکم کی علت کا بیان کرنا ازروئے علم الاصول یہی معنی رکھتا ہے۔ کہ جب یہ علت اور سبب موجود نہ ہو۔ تو یہ حکم منتفی ہوگا۔ گویا جب کبھی (خدانخواستہ) گورنمنٹ برطانیہ مذہبی آزادی کو سلب کرے۔ اور ہمیں اصولِ دین پر پابند ہونے سے بہ جبر روکے اور ہماری تبلیغ کو جبراً بند کرنا چاہے۔ تو یقیناً حکم اطاعت مرتفع ہو جائے گا۔ جہاں تک علمی بحث کا تعلق ہے۔ یہ بات ایک طے شدہ مسئلہ ہے۔ لیکن باایں ہمہ ہم اس جگہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارتوں میں سے ایک عبارت درج کرتے ہیں۔ جس سے صاف واضح ہو جاتا ہے۔ کہ انگریزوں کے احسان (مذہبی آزادی) کا اقرار۔ اور ان کی اطاعت کا حکم اسی وقت تک ہے۔ جب تک حکومت برطانیہ اپنے منصفانہ۔ اور عادلانہ رویہ۔ اور مذہبی امور میں اپنی مشہور عالم رواداری پر قائم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام انگریزوں کے سکھوں کے بعد آنے اور امن عامہ قائم کرنے۔ اور مذہبی آزادی دینے کے ذکر پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"وحرام علی المؤمنین تحدیفھم حتی یغیروا ما بانفسھم وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ ان یعصی فی المعروف ملکا یحفظ عرضہ ومالہ ویحامی اھلہ وعیالہ ویفشی الاحسان ویذھب الاحزان ویبتغی الاستحسان"

یعنی مسلمانوں پر حکومتِ برطانیہ کے ان احسانات کی ناشکر گزاری حرام ہے۔ سوائے اس کے کہ حکومت برطانیہ اپنے حالات میں تبدیلی کر لے۔ اور کسی مومن مرد یا عورت کے لئے جائز نہیں۔ کہ معروف باتوں میں ایسے بادشاہ کی نافرمانی کرے۔ جو اس کی

عزت و مال۔ اور اہل و عیال کی حفاظت کرتا۔ اور احسان کو پیہم نا۔ غنوں کو دور کرتا اور عمدہ اور قابل احترام امور کو قائم کرتا ہے۔" (التبلیغ صفحہ ۳۲)

اطاعت کا حکم مشروط ہے

اس عبارت سے نہایت واضح طور پر ثابت ہے۔ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکومت برطانیہ کی اطاعت کی اسی وقت تک تلقین کی ہے۔ جب تک کہ انگریز اپنے عادلانہ رویہ کو تبدیل نہ کر لیں گے۔ پس اطاعت کا حکم جہاں کہیں ہو۔ اس قید سے مقید اور اسی شرط سے مشروط ہے۔ اخبار "احسان" نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض عبارتیں نقل کی ہیں۔ جن میں آپ نے ان "شریر مخبروں" کی شرارتوں کی تردید کرتے ہوئے گورنمنٹ سے اپنی وفاداری کا ذکر کیا ہے۔ جو آپ کو باغی اور حکومت کا بدخواہ قرار دیتے تھے۔ اور عجیب بات یہ ہے۔ کہ جس طرح حضرت مسیح ناصری علیہ السلام پر ان کے دشمنوں نے دو متضاد الزامات لگائے۔ اسی طرح اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی وہی دو متضاد الزام قائم کئے گئے ہیں۔ یعنی ایک طرف کہتے ہیں۔ کہ یہ حکومت کی اطاعت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور دوسری طرف گورنمنٹ کو اکساتے ہیں۔ کہ یہ شخص تو باغی ہے اور اپنی الگ سلطنت قائم کرنا چاہتا ہے۔ اور در حقیقت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی وغیرہ کی انگیخت اور بعض کمزور دل حکام کے وساوس کے ازالہ کی خاطر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار اپنی وفاداری اور اطاعت گورنمنٹ کا ذکر فرمایا ہے اور ضروری نہ تھا۔ کہ ہر جگہ اطاعت کے ذکر کے ساتھ تمام قیود و شروط کا ذکر کیا جاتا۔ جبکہ اس کے علاوہ متعدد مقامات پر یہ تصریح موجود ہے۔ اور انہی عبارتوں میں سے ایک عبارت ہم نے ابھی نقل کی ہے۔ پس ماننا پڑے گا۔ کہ جہاں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت کا حکم دیا ہے وہ اسی مندرجہ بالا شرط کے ساتھ مشروط ہے۔

تنسیخ جہاد کے متعلق اعتراض

بعض نادان اس جگہ یہ بھی کہا کرتے ہیں۔ کہ اگر حضرت مرزا صاحب غلامی کی تعلیم دینے نہ آئے تھے۔ تو آپ نے جہاد کو کیوں منسوخ کیا؟ ایڈیٹر صاحب "احسان" نے بھی لکھا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے گورنمنٹ کی وفاداری جتانے کے لئے اسلامی حکم جہاد کو منسوخ قرار دیا۔ حالانکہ یہ بات سراسر جھوٹ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم جہاد کو منسوخ کیا۔ اسلام کا تو کوئی معمولی سے معمولی حکم بھی کبھی منسوخ نہیں ہو سکتا۔ یہ تو علماء کا ہی حوصلہ ہے کہ سینکڑوں آیات قرآنیہ کو بلا تامل منسوخ قرار دیتے ہیں۔ اور شاید ہی کوئی غیر احمدی ہوگا۔ جو حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان سے اترنے کا قائل ہو اور پھر یہ نہ کہتا ہو۔ کہ قرآن مجید میں جو جزیہ کا حکم ہے۔ اسے حضرت مسیح آکر منسوخ کر دیں گے؟

جہاد کی دو قسمیں

جہاد کی دو قسمیں ہیں (۱) اسلامی جہاد۔ جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ جب دشمن مسلمانوں کی مذہبی آزادی سلب کرتا ہو اور انہیں عبادات اسلامیہ سے جبراً منع کرتا ہو۔ بلکہ ان پر حملہ آور ہوتا ہو۔ تو اس کے شر کو دور کرنے اور مذہبی آزادی کو قائم کرنے کے لئے جنگ کرنا اسلامی اصطلاح میں جہاد کہلاتا ہے۔ یہ تو اسلام کا ایک رکن ہے۔ جیسا کہ زکوٰۃ یا حج ہے حج کرنا اور زکوٰۃ دینا تب تک کسی شخص پر فرض نہیں ہوتا۔ جب تک ان کی شرائط اس شخص میں متحقق نہ ہوں۔ اسی طرح جہاد کے لئے بھی شرائط ہیں۔ جب اور جہاں وہ شرائط پائی جائیں گی۔ تب اور وہاں جہاد فرض ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ اور چونکہ ہمارے اور ہر عقلمند مسلمان کے نزدیک گورنمنٹ برطانیہ میں وہ شرائط پائے نہیں جاتے۔ جن کی وجہ سے اسلام نے کسی قوم سے جنگ کو ضروری قرار دیا ہے۔ اس لئے ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ موجودہ حالات میں اسلام نے جہاد بالسیف ہم پر فرض نہیں کیا۔ ہاں جہاد اسلامی کی دوسری اقسام مثلاً جہاد اکبر اور جہاد کبیر یعنی اپنے نفس کی اصلاح اور تبلیغ اسلام یہ [illegible] اور بلا شرط فرض ہیں۔ اس [illegible] جماعت احمدیہ اس جہاد میں تمام کہلانے والے اسلامی فرقوں سے گوئے سبقت لے گئی ہے۔ حتٰے کہ احمدیت کے شدید ترین دشمن بھی اس کا اقرار کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ مصر کے شدید ترین دشمن احمدیت اخبار "الفتح" نے بھی جماعت احمدیہ کے کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے شائع کیا تھا۔

"والذی یری اعمالهم المدهشة ويتدبر الامور حق قدرها لایملك نفسه من الدهشة والاعجاب بجهاد هذه الفرقة القليلة التي عملت مالم تستطعه مئات الملايين من المسلمين وقد جعلوا جهادهم هذا ونجاحهم اكبر معجزة تدل على صدق ما يزعمون" (۲۰ جمادی الآخرہ ۱۳۵۱ نمبر ۳۱۵)

کہ جو شخص ان کے حیران کن کارناموں پر نگاہ کرتا اور چیزوں کا پورا پورا اندازہ کرتا ہے۔ وہ متعجب ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور اسے اس چھوٹی سی جماعت کا جہاد یقیناً حیران کر دے گا۔ کہ جس نے وہ کچھ کر دکھایا ہے۔ جو کروڑوں مسلمان نہیں کر سکے۔ اور پھر ان لوگوں (جماعت احمدیہ کے افراد) نے اپنے اس جہاد اور اپنی اس کامیابی کو اپنے بیانات کی صداقت پر بڑا معجزہ قرار دیا ہے۔"

پس جماعت احمدیہ کے نزدیک اسلامی جہاد کی جو اقسام ہر وقت اور بغیر کسی شرط کے فرض ہیں۔ وہ ان پر عمل پیرا ہے۔ اور جو ایک قسم شرائط کے ساتھ فرض ہوتی ہے۔ چونکہ اس کی شرائط موجود نہیں۔ اس لئے وہ اسے ملتوی یا وقتی طور پر منسوخ سمجھتی ہے۔ جیسا کہ تندرست کے حق میں پانی کی موجودگی کی صورت میں تیمم کا حکم وقتی طور پر منسوخ ہوتا ہے۔ اگر وہی تندرست بیمار ہو جائے تو اس کے لئے وضو کا حکم تا صحت ملتوی اور تیمم کا حکم فرض ہو جائیگا اور اس قسم کا التواء درحقیقت منسوخ نہیں ہوتا۔ پس اس جہاد کے متعلق تو "احسان" کا اعتراض محض باطل ہے۔

علماء کا مزعومہ جہاد

(۲) ہاں دوسری قسم جس سے ہماری مراد علماء کا فرضی جہاد ہے۔ اور وہ یہ کہ غیر مسلموں کو بلا وجہ قتل کیا جائے۔ اور ان کے بیوی بچوں کی جانیں تلف کی جائیں۔ اور اس طرح لوگوں کو زبردستی اسلام لانے پر مجبور کیا جائے۔ اس جہاد کو یقیناً سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے منسوخ کیا ہے۔ یعنی یہ بتا دیا ہے۔ کہ یہ محض باطل عقیدہ ہے۔ اسلام کی شریعت اور اسلام کا رسول اس سے بری ہیں۔ حضور تحریر فرماتے ہیں۔

"دوسرا اصول جس پر مجھے قائم کیا گیا ہے۔ وہ جہاد کے اس غلط مسئلہ کی اصلاح ہے۔ جو بعض نادان مسلمانوں میں مشہور ہے۔ سو مجھے خدا تعالیٰ نے سمجھا دیا ہے۔ کہ جن طریقوں کو آجکل جہاد سمجھا جاتا ہے۔ وہ قرآنی تعلیم سے بالکل مخالف ہیں۔ بے شک قرآن شریف میں لڑائیوں کا حکم ہوا تھا۔ جو موسیٰ کی لڑائیوں سے زیادہ معقول اور یشوع بن نون کی لڑائیوں سے زیادہ پسندیدگی اپنے اندر رکھتا تھا۔ اور اس کی بنا صرف اس بات پر تھی۔ کہ جنہوں نے مسلمانوں کے قتل کرنے کے لئے ناحق تلوار اٹھائی اور ناحق خون کئے۔ اور ظلم کو انتہا تک پہنچا دیا۔ ان کو تلواروں سے ہی قتل کیا جائے۔" (تحفہ قیصریہ صفحہ ۸)

پس جس چیز کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے منسوخ فرمایا ہے۔ وہ علماء کا باطل عقیدہ اور خلاف اسلام خیال ہے۔ اور یقیناً سب عقلمند سمجھ سکتے ہیں کہ مولویوں کے خود ساختہ اور اس ظالمانہ عقیدہ کی منسوخی کا اعلان غلامی کی تعلیم نہیں کہلا سکتا۔

مسلمانوں میں استعماری طاقتوں کے مقابلہ کی تاب نہیں

اگر ہم عالم اسلامی کی حالت پر ایک سرسری سی نگاہ ڈالیں۔ تو ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں میں استعماری طاقتوں سے مقابلہ کی ہرگز تاب نہیں۔ اور وہ قوت کے ذریعہ ان پر غالب نہیں آ سکتے۔ ہمارے نزدیک ایڈیٹر "احسان" [illegible] ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ دنیا پر چھا گئے [illegible] ۔۔۔ [illegible] اور معلوم ہو کر [illegible] جاذب ہوئے۔ اب نہ تو مسلمانوں میں وہ ایمانی قوت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے معجزات دکھائے اور نہ وہ صحیح رنگ میں اور خدا تعالیٰ کے لئے مظلوم بنتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے اپنی غیرت کا اظہار کرے۔ لہٰذا ان کی کامیابی کا کوئی راستہ کھلا ہوا نظر نہیں آتا۔ غیر معمولی کامیابی کے لئے جو مذہب کے نام پر ہو قوت ایمان اور مظلومیت کا ہونا ضروری ہے۔ اور یہ باتیں پیدا نہیں ہو سکتیں۔ جب تک کوئی نبی دنیا میں مبعوث نہ ہو۔ وہ [illegible] نشانوں سے غیر متزلزل ایمان اور دشمن اپنے مظالم سے ان مومنوں کی مظلومیت کے سامان پیدا کریں۔ تب آغاز ان بندوں کے لئے بے نظیر آیات ظاہر کرتا ہے۔ تعجب ہے کہ علماء کہلانے والے جہاد جہاد تو پکارتے ہیں۔ لیکن وہ جہاد کے لئے خود تیار نہیں ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی زندگی منافقانہ ہے وہ منہ سے جہاد کی تعلیم دیتے ہیں لیکن عملاً ان کی تصدیق نہیں کرتے اور اس حالت کو اللہ تعالیٰ نے سخت ناپسند فرمایا ہے کہ ہو مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔ یہی وجہ ہے کہ یہ جہادی لوگ تلوار بھی کے کر حکومت برطانیہ کا خاتمہ نہیں کر دیتے۔ سچ یہی ہے کہ ان کے دل بھی احمدیہ عقیدہ کی تصدیق کرتے ہیں۔ لیکن منہ سے مرادی کو منسوخ دیتے ہیں کیونکہ انہیں صاف نظر آ رہا ہے کہ جو شخص بھی مذہب کے نام پر کفار سے جہاد کے لئے تلوار لے کر نکلتا ہے۔ وہ بجز شکست و ندامت کچھ حاصل نہیں کرتا؛

احمدیت کے نظریہ کی مقبولیت

جہاد کے متعلق احمدیت کا یہ نظریہ اب مقبول عام ہو رہا ہے۔ چنانچہ مصر کے ایک عالم الشیخ مصطفےٰ احمد قریش کے مظالم کے ذکر میں لکھتے ہیں " و تصدمن اراد الدخول فی دین اللہ بالقوۃ فاذن اللہ للمسلمین ان یقاتلوا دفاعاً عن دینھم وانفسھم و تفتحا لطریق الھدایۃ امام مریدی سلوکھا وھذا ھو الجھاد فی الاسلام لا کما یقولہ المضللون والجھلۃ بالتاریخ والعقل والنقل من ان الجھاد فی الاسلام لارغام الناس علی الانضمام الیہ بالقوۃ" (الفتح نمبر ۳۴۲)

کفار قریش دین اسلام میں داخل ہونیوالے کو بزور روکتے تھے تب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اجازت دی۔ کہ وہ اپنی جانوں سے دفاع کرسکے لئے اور اسلام کے ماننے کا ارادہ رکھنے والوں کے لئے ہدایت کا راستہ کھولنے کے لئے کفار سے جنگ کریں۔ یہ وہ اسلامی جہاد ہے نہ کہ وہ جو گمراہ کنندہ اور تاریخ وعقل و نقل سے جاہل کہتے ہیں کہ جہاد اسلامی لوگوں کو جبراً اسلام قبول کرنے کے لئے تھا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسلمانوں پر احسان کرتے ہوئے جہاد کی جو تشریح از روئے قرآن مجید فرمائی ہے۔ اسے عقلمند مسلمان قبول کر رہے ہیں۔ اور وہ دن نزدیک ہیں کہ یہ شور کرنے والے علماء اور دوسرے لوگ اس بارہ میں حضور کے عظیم الشان احسان کو سمجھیں گے۔ حضور نے فرمایا ہے ؎

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

حضرت سید احمد صاحب اور مولوی اسمٰعیل صاحب شہید کے فتاویٰ

گورنمنٹ برطانیہ سے جہاد شرعی کے جواز و عدم جواز کے متعلق اگر ہم صحیح مسلک معلوم کرنا چاہیں تو ہمیں ان بزرگوں سے دریافت کرنا چاہیئے جو جہاد پر عمل پیرا ہوئے ہیں نہ کہ ان لوگوں سے جو محض باتیں بنانا جانتے ہیں جہاد کا لفظ تو ان کی زبانوں پر ہے۔ مگر ان کے جوارح ان کے قول کی تصدیق نہیں کرتے عالم باعمل بزرگوں میں سے حضرت سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو تیرھویں صدی کے مجدد تھے۔ اور حضرت اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی مشہور جہاں ہے ہندوستان کے لاکھوں مسلمان ان ہر دو بزرگوں کی خاص عظمت روحانی کے قائل ہیں۔ ہم ذیل میں ان دونوں کا فتویٰ زیر بحث مسئلہ کے متعلق درج کرتے ہیں۔ حضرت سید احمد صاحب اپنے ایک اشتہار میں لکھتے ہیں :-

(۱) "ایم ہر چند عاجز و خاکسار و ذرہ بے مقدار اما بلا شک محبت حضرت حق ۔۔۔ و از محبت غیر حق بالکل دست بردار نہ باکسے از امرائے مسلمین منازعت داریم ونہ بایکے از دوستانے مومنین مخالفت۔ با کفار تمام مقابلہ داریم نہ با مدعیان اسلام مرفت باد راز مویاں لااس سے قوم سکھ مراد ہے جو سر پر بال لمبے لمبے رکھتے ہیں) مقاتلہ نہ با کلمہ گویان واسلام جویان ونہ با سرکار انگریزی مخاصمت داریم ونہ ہیچ راہ منازعت کہ از رعایائے او ستیم و بحمایتش از مظالم برآیا۔"

(تاریخ سوانح احمدی مولفہ منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری صفحہ ۲۳)

(۲) اسی کتاب میں ایک دوسری جگہ لکھا ہے۔ "جب آپ سکھوں سے جہاد کرنے کو تشریف لے جاتے تھے۔ کسی شخص نے آپ سے پوچھا۔ کہ آپ اتنی دور سکھوں پر جہاد کرنے کو کیوں جاتے ہو۔ انگریز جو اس ملک پر حاکم ہیں۔ اور دین اسلام سے کیا منکر نہیں ہیں گھر کے گھر میں ان سے جہاد کرکے ملک ہندوستان ۔۔۔ [illegible] کا شہر [illegible] ہو جانے کا کیونکہ سیکڑوں ۔۔۔ سکھوں [illegible]

[illegible]

اسلام پر ظلم کرتے اور اذان وغیرہ فرائض مذہبی ادا کرنے کے مزاحم ہوتے ہیں۔ اگر سکھ اب یا ہمارے غلبہ کے بعد ان حرکات مستوجب جہاد سے باز آ جائیں گے تو ہم کو ان سے لڑنے کی ضرورت نہ رہیگی اور سرکار انگریزی گو منکر اسلام ہے۔ مگر مسلمانوں پر کچھ ظلم اور تعدی نہیں کرتی۔ اور نہ ان کو کسی فرض مذہبی اور عبادت لازمی سے روکتی ہے۔ ہم ان کے ملک میں علانیہ وعظ کہتے اور ترویج مذہب کرتے ہیں۔ وہ کبھی مانع اور مزاحم نہیں ہوتی بلکہ اگر ہم پر کوئی زیادتی کرتا ہے۔ تو اس کو سزا دینے کو تیار ہیں۔ ہمارا اصل کام اشاعت توحید الٰہی و احیاء سنن سید المرسلین ہے۔ سو ہم بلا روک ٹوک اس ملک میں کرتے ہیں۔ پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں۔ اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون بلا سبب گرادیں یہ جواب باصواب سنکر سائل خاموش ہو گیا اور اصلی غرض جہاد کی سمجھ لی"۔ صفحہ ۹۱

مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید کا فتویٰ اس بارہ میں حسب ذیل ہے:-

"اثنائے قیام کلکتہ میں جب ایک روز مولانا محمد اسمٰعیل شہید وعظ فرمارہے تھے ایک شخص نے مولانا سے یہ فتویٰ پوچھا۔ کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ ایسی بے رو ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں ہے۔ اس وقت پنجاب کے سکھوں کا ظلم اس حد کو پہونچ گیا ہے۔ کہ ان پر جہاد کیا جائے"

(سوانح احمدی صفحہ ۵۷)

ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ گورنمنٹ انگریزی سے جہاد کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو مسلک تھا۔ بعینہٖ وہی مسلک حضرت [illegible] صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید کا تھا۔ کیا یہ جہاد کا محض شور مچانے والے ان بزرگوں پر بھی وہی فتوے صادر کریں گے۔ جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لگائے۔

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ انجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد بخش ولد بہادلی ذات سیال سکنہ سمندوآنہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۷-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱-۸-۳۶ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ انجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی رمضان ولد اسماعیل ذات ملاح سکنہ رنجیت کوٹ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۷-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۴-۸-۳۶ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ انجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سوہلا ولد لگا ذات سنگرا سکنہ چک نمبر ۸۵ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۵-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲-۸-۳۶ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ انجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سلطان شاہ ولد حیدر شاہ ذات قریشی سکنہ رنجیت کوٹ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۷-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲-۸-۳۶ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ انجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اللہ بخش ولد سوہک ذات ماچھی سکنہ بنگو کار تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۷-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲-۸-۳۶ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ انجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد ولد جا ذات دموڑی سکنہ ساہتی تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۸-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۳-۸-۳۶ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ انجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی جمال جامو ولد ہتو ذات مغل سکنہ شاہ مونہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۱۷-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲-۸-۳۶ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ انجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی امیر شاہ ولد حیدر شاہ ذات قریشی سکنہ رنجیت کوٹ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۷-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲-۸-۳۶ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ انجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سلطان ولد گندا ذات ترگڑ سکنہ نوشہرہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۷-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۳-۸-۳۶ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ انجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے کہ محمد ولد بہاب و بہاب ولد صالحون ذات پاتو آنہ سکنہ چک نمبر ۲۶۳ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۲۱-۱۰-۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۳-۸-۳۶ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے

یہ وُہ الہام ہے جو خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل فرمایا۔ اور کون احمدی ہے جو اس امر کی تمنا نہیں رکھتا کہ وہ وقت جلد آئے جبکہ یہ الہام پورا ہوتے دیکھیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جبتک بادشاہوں کو ان کے شہزادوں کو انکی شہزادیوں کو بیگمات اور دیگر عزیزوں اور درباریوں کو احمدیت کی تعلیم سے واقف نہ کیا جائے۔ اس وقت تک بادشاہوں کا اس طرف متوجہ ہونا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے؟

پس جو دوست چاہتے ہیں کہ اس الہام کو پورا کرنے کی سعادت حاصل کریں۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی کتابوں کے تبلیغی سیٹ خرید کر دنیا کے تمام بادشاہوں۔ امیروں۔ وزیروں۔ درباریوں۔ لیڈروں۔ ایڈیٹروں اور محققوں کو بھجوائیں اسی طرح دنیا کی تمام مشہور لائبریریوں میں رکھوائیں۔ جہازی لائبریریوں اور جیل خانوں کی لائبریریوں میں رکھوائیں۔ ریلوے لائبریریوں اور ہسپتالوں کی لائبریریوں میں رکھوائیں زنانہ لائبریریوں مردانہ لائبریریوں میں رکھوائیں۔ الغرض ہر اس جگہ یہ کتابیں بھجوائیں۔ جہاں کہ تمام خاص و عام انہیں پڑھ سکیں۔ اور یہ ایسی بہترین تبلیغی تجویز ہے کہ اس کے ذریعہ سالوں میں نہیں مہینوں میں ہی خدا کے فضل سے شاندار نتائج نکل سکتے ہیں۔ امید ہے کہ احباب کرام اس طرف ضرور متوجہ ہونگے اور بہت سے کام ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں اسلام اور احمدیت کا پیغام پہونچا دینگے اور ایسی حالت میں جبکہ بک ڈپو نے ان سیٹوں کی قیمت میں بھی نمایاں اور حیرت انگیز رعائت کر دی ہے۔ ان کو خریدنا اور دوسروں تک پہونچانا مشکل نہیں رہا۔ اور یہی وجہ ہے کہ اب بیرونجات کے دوست بھی باہم ملکر کافی تعداد میں آرڈر بھجوا رہے ہیں۔ قبل ازیں کوئٹہ اور موضع گنج کی جماعتوں کے آرڈروں کا حال شائع ہو چکا ہے۔ آج ہم

مکرم و معظم جناب میاں معراج الدین صاحب عمر صدر حلقہ دہلی دروازہ لاہور کی رائے

درج ذیل کرتے ہیں۔ لاہور میں یہ حلقہ بہت ہی مختصر ہے۔ مگر اسپر بھی وہاں سے اسّی روپیہ کا آرڈر ملا ہے۔ امید ہے کہ باقی دوست بھی زیادہ سے زیادہ تعداد میں آرڈر بھجوا کر عند اللہ و عند الناس ماجور ہونگے۔ "آج تمام دنیا جس حسن معاشرت۔ آزادی۔ مساوات اور حقیقی خوشحالی کی تلاش اور حصول کے لئے جدوجہد میں مصروف ہے۔ وہ سوائے احمدیت کے کہیں صحیح معنوں میں مل نہیں سکتی۔ احمدیت کے اصول و علوم سے خلق خدا کو واقف کرنا سب سے بڑی فیاضی اور نوع انسان کی خیر خواہی کا کام ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے جو بھی احسن تجویز پیش ہو۔ اس کا خیر مقدم موجب رضائے خدا ہے۔ ہمارے عزیز مہاشہ ملک فضل حسین نے حال میں جو ایک سلسلہ ارزاں کتب تبلیغ کا شروع کیا ہے اور جس میں فی الحال بعض انگریزی۔ فارسی اور اردو مطبوعات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ آپ کے سامنے پیش کئے ہیں۔ وہ واقعی ایک قابل عزت تجویز ہے۔ اور حق رکھتی ہے کہ ہر احمدی اپنی حد وسعت تک اس کار خیر میں ہاتھ بٹھا کر گھر بیٹھے تبلیغ کے ایک حصہ فرض سے سبکدوشی حاصل کرے۔ ہمارے دہلی دروازہ کے مختصر سے حلقہ نے بھی بہت فراخدلی سے اس وقت تک اسّی روپیہ کے سیٹ خریدے ہیں"۔

قیمت رعائتی ۶ مجلد انگریزی کتابوں کے سیٹ کی۔ قیمت رعائتی فارسی کی ۳ مجلد کتابوں کے سیٹ کی۔ قیمت رعائتی اردو کی ۴ مجلد کتابوں کے سیٹ کی

خاکسار:۔ ملک فضل حسین منیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان ضلع گورداسپور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لاہور ۳۰ر جولائی۔ آج ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں مسٹر کے ایل گاباکو پیش کیا گیا۔ مسٹر کے اے حمید وکیل مسٹر گابا نے مسٹر گابا کی ضمانت پر رہائی کی درخواست پیش کی اور متعدد دلائل پیش کئے۔ مجسٹریٹ نے فیصلہ دیا کہ پولیس کی کارروائی اور مقدمات کے کاغذات سے معلوم ہوتا ہے کہ ملزمان کے خلاف مقدمہ ہے۔ اور مسٹر گابا کا چہرہ دیکھنے سے یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ وہ بیمار ہیں۔ اس لئے درخواست ضمانت مسترد کرتے ہوئے حکم دیتا ہوں۔ کہ ملزم کو ۱۳ر اگست ۱۹۳۶ء کو عدالت میں پیش کیا جائے۔

پانڈیچری ۳۰ر جولائی۔ پانڈیچری میں ہڑتال خطرناک صورت اختیار کر گئی ہے شہر کے میئر اور گورنر نے مفاہمت کے لئے جو کوشش شروع کی تھی وہ ناکام رہی۔ آج کارخانہ کے دو افسروں کو ہڑتالیوں کے پنجہ سے نجات دلانے کے لئے پولیس کو گولی چلانی پڑی۔ جس کے نتیجہ میں دو مزدور ہلاک اور متعدد مجروح ہوئے۔

لنڈن ۳۰ر جولائی۔ میکماہن کے ملک معظم پر حملہ کے متعلق اخبار "ایوننگ نیوز" اور "ڈیلی ایکسپریس" نے جو رپورٹ شائع کی تھی۔ اس کی وجہ سے ان کے ایڈیٹروں اور مالکوں پر توہین عدالت کا مقدمہ چلایا گیا تھا۔ چنانچہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو پانچ ہزار پونڈ جرمانہ کیا گیا ہے۔

پٹنہ ۳۰ر جولائی۔ مونگھیر کے قریب دو کشتیاں الٹ گئیں جس سے ۲۵ اشخاص لقمہ نہنگ اجل ہو گئے۔

لاہور ۳۰ر جولائی۔ پنڈت جواہر لال نہرو کل لاہور وارد ہوئے۔ آج بذریعہ کار بعزم راولپنڈی جہلم روانہ ہو گئے کل جھنگ میں ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے پنڈت جی نے کہا۔ چھوٹے اختلافات کو بھول جاؤ۔ اور عوام کی مفلوک الحالی کو دور کرنے کے لئے ایک مرکز پر اپنی توجہات کو مرکوز کر دو

لنڈن ۳۰ر جولائی۔ برطانیہ اور روس کے درمیان بحری معاہدہ کے متعلق جو گفت و شنید ہو رہی تھی معلوم ہوا ہے

اس کے تسلی بخش نتائج پیدا ہوئے ہیں اور معاہدہ کی شرائط طے پا گئی ہیں۔

لنڈن ۳۰ر جولائی۔ وزیر نوآبادیات نے دارالعوام میں اعلان کیا۔ کہ معاملات فلسطین کی تحقیقات کے لئے جو رائل کمیشن مقرر کیا ہے۔ لارڈ پیل اس کے صدر ہوں گے۔ یہ کمیشن اس وقت تک کام نہ کرے گا۔ جب تک کہ فلسطین میں پورا پورا امن قائم نہ ہو جائے۔

پانڈیچری ۳۰ر جولائی۔ سوانا ملز کی عمارت کو آگ لگ گئی ہے جو ابھی تک بھڑک رہی ہے آگ لگنے کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ پولیس تمام شہر کی حفاظت کر رہی ہے۔ دکانیں بند ہیں اور ہر طرف سناٹا چھایا ہوا ہے۔

وائنا ۳۰ر جولائی۔ معاہدہ آسٹریا و جرمنی کے بعد ڈاکٹر شسشنگ نے سیاسی قیدیوں کے لئے عفو عام کا اعلان کر دیا تھا۔ لیکن گذشتہ شب برقی روشنی کے مظاہرہ کی تقریب میں نازیوں نے جو مظاہرہ کیا۔ اس کے پیش نظر عفو عام کے اعلان پر عمل درآمد ملتوی کر دیا گیا ہے

پیرس ۳۰ر جولائی۔ ایک اخبار کا نامہ نگار مقیم تیوتن رقمطراز ہے کہ مراکو کے باغی ہسپانیہ پر فضائی حملہ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ تین انجنوں والا ایک بہت بڑا طیارہ تیوتن پہنچ گیا ہے اور ۱۹ مزید طیارے بھی پہنچ گئے ہیں۔ علاوہ ازیں بمبار جہاز اور رسل و رسائل کے طیاروں کی بھی توقع ہے۔

جبل الطارق ۳۰ر جولائی۔ آج باغیوں کے ایک طیارہ نے حکومت کی دو آبدوز کشتیوں پر بمباری کی۔ آبدوز کشتیوں نے بھی جوابی آتشباری کی لیکن اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ بعد میں ایک کشتی بم لگنے سے غرق ہو گئی۔

میڈرڈ ۳۰ر جولائی۔ وفادار اور باغی افواج کے درمیان جنگ شدت سے جاری ہے۔ تازہ ترین اطلاعات کے پیش نظر اس کے سوا کوئی نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا۔ کہ فریقین میں سے کوئی بھی فتح کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ صورت حالات یہ ہے کہ بعض صوبوں میں حکومت کا اقتدار ہے اور بعض پر باغیوں نے تسلط قائم کر لیا ہے۔

بریلی ۳۰ر جولائی۔ شدید بارش کی وجہ سے متعدد مقامات کو نقصان پہنچا ہے متعدد پل ٹوٹ گئے۔ شہر میں پچاس مکانات منہدم ہو گئے جس کے نتیجہ میں ایک بچہ ہلاک اور تین عورتیں مجروح ہو گئیں۔

ٹانجیر ۳۰ر جولائی۔ جرنیل فرینکو سیویل کے مقام پر پہنچ گیا ہے۔ ریڈیو کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب سیویل حکومت کی مخالف افواج کا صدر مقام ہوگا۔

شیخوپورہ ۳۰ر جولائی۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ایک خوش پوش نوجوان ٹیکسی میں سوار ہو کر رات کے وقت ایک ذیلدار کے مکان پر پہنچا اور اپنے آپ کو ڈپٹی کمشنر کا بیٹا ظاہر کرتے ہوئے اس سے ایک بھاری رقم کا مطالبہ کیا۔ ذیلدار نے اسے گیارہ سو روپیہ دیا۔ ذیلدار کو بعد میں محسوس ہوا کہ وہ لوٹا گیا ہے چنانچہ اس نے پولیس کو مطلع کر دیا ہے۔

امرتسر ۳۰ر جولائی۔ گیہوں حاضر ۳ روپے ۱۰ر ۶ پائی نخود حاضر ۲ روپے ۲ آنے ۶ پائی۔ سونا دیسی ۳۵ روپے ۲ر اور چاندی دیسی ۵۹ روپے ۳ آنے ہے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی